دینیات

درجہ چہارم

(برائے تجربہ)

حکومت نیپال
وزات تعلیم

مرکز برائے فروغ نصاب تعلیم ،سانوٹھیمی ،بھکت پور

दिनियात

कक्षा ४

नेपाल सरकार

शिक्षा, विज्ञान तथा प्रविधि मन्त्रालय

पाठ्यक्रम विकास केन्द्र

सानोठिमी, भक्तपुर

प्रकाशक : नेपाल सरकार

शिक्षा, विज्ञान तथा प्रविधि मन्त्रालय

पाठ्यक्रम विकास केन्द्र

सानोठिमी, भक्तपुर

© सर्वाधिकार पाठ्यक्रम विकास केन्द्र

यस पाठ्यपुस्तकसम्बन्धी सम्पूर्ण अधिकार पाठ्यक्रम विकास केन्द्र सानोठिमी, भक्तपुरमा निहित रहेको छ । पाठ्यक्रम विकास केन्द्रको लिखित स्वीकृतिबिना व्यापारिक प्रयोजनका लागि यसको पूरै वा आंशिक भाग हुबहु प्रकाशन गर्न, परिवर्तन गरेर प्रकाशन गर्न, कुनै विद्युतीय साधन वा अन्य प्रविधिबाट रेकर्ड गर्न र प्रतिलिपि निकाल्न पाइने छैन ।

प्रथम संस्करण : वि.सं. २०७९

मुद्रण :

मूल्य :

पाठ्यपुस्तकसम्बन्धी पाठकहरूका कुनै पनि प्रकारका सुझावहरू भएमा पाठ्यक्रम विकास केन्द्र, समन्वय तथा तथा प्रकाशन शाखामा पठाइदिनुहुन अनुरोध छ । पाठकबाट आउने सुझावहरूलाई केन्द्र हार्दिक स्वागत गर्दछ ।

प्राक्कथन

विद्यालय तहको शिक्षालाई उद्देश्यमूलक, व्यावहारिक, समसामयिक र रोजगारमूलक बनाउन विभिन्न समयमा पाठ्यक्रम, पाठ्यपुस्तक विकास, परिमार्जन तथा अनुकूलन गर्ने कार्यलाई निरन्तरता दिइँदै आइएको छ । विद्यार्थीमा राष्ट्र तथा राष्ट्रियताप्रति एकताको भावना उत्पन्न गराई नैतिकता, अनुशासन र स्वावलम्बन जस्ता सामाजिक एवम् चारित्रिक गुणको विकास गर्न अधारभूत भाषिक सिपको आवश्यकता पर्छ । साथै विज्ञान, सूचना प्रविधि, वातावरण र स्वास्थ्यसम्बन्धी आधारभूत ज्ञान र जीवनोपयोगी सिपका माध्यमले भाषा तथा कला सौन्दर्यप्रति अभिरुचि जगाउन सान्दर्भिक हुने देखिन्छ । यसले सिर्जनशील सिपको विकास गराउनका साथै विभिन्न जातजाति, लिङ्ग, धर्म, भाषा, संस्कृतिप्रति समभाव जगाउन मदत गर्छ । यस सन्दर्भमा सामाजिक मूल्य मान्यताप्रतिको सहयोगात्मक र जिम्मेवारीपूर्ण आचरण विकास गर्नु आजको आवश्यकता बनेको छ । यही आवश्यकता पूर्तिका लागि शिक्षासम्बन्धी विभिन्न आयोगका सुझाव , शिक्षक तथा अभिभावकलगायत शिक्षासँग सम्बद्ध विभिन्न व्यक्ति सम्मिलित गोष्ठी र अन्तर्क्रियाका निष्कर्षबाट विकास गरिएको मदर्सा शिक्षा पाठ्यक्रमको स्वीकृत संरचनाअनुसार यो पाठ्यपुस्तक **मदर्सा शिक्षातर्फको कक्षा ४ को दिनियात विषय** विकास गरिएको छ ।

आधारभूत तहअन्तर्गतका बालबालिका सीमित शब्द र छोटो वाक्य बुझ्न र प्रयोग गर्न सक्छन् । उनीहरूका लागि स्थानीय परिवेशका प्रसङ्ग, चित्र, शब्द तथा वाक्यहरूले मनोरञ्जनात्मक सिकाइमा सहयोग गर्छन् । सिकाइमा अभ्यासको अत्यन्त ठुलो महत्त्व हुन्छ । मदर्सा शिक्षातर्फको कक्षा ४ को **दिनियात** विषयको पाठ्यपुस्तकको लेखन तथा परिमार्जन कार्यमा यिनै कुरालाई दृष्टिगत गरी पाठ्यवस्तु, अभ्यास र तिनको क्रम, चित्रको संयोजन र भाषिक सिपको उचित संयोजन गर्ने प्रयत्न गरिएको छ । यस पाठ्यपुस्तकको लेखन तथा सम्पादन **नजरुल हुसेन**बाट भएको हो । यसको विकास कार्यमा **वैकुण्ठप्रसाद अर्याल, प्रा.डा. अब्दुल कैयुम, मौसमी यसमिन, निजाजुद्धिन खान, डा.सलिम धोबी, कलाम रसुल फलाही, अनिल शर्मा, उमा बुढाथोकी, चिना कुमारी निरौला** लगायतको विशेष योगदान रहेको छ । यो पाठ्यपुस्तकको विकासमा संलग्न सबैलाई पाठ्यक्रम विकास केन्द्र धन्यवाद प्रकट गर्दछ ।

पाठ्यपुस्तकलाई शिक्षण सिकाइको महत्त्वपूर्ण साधनका रूपमा लिइन्छ । अनुभवी मौलनाहरू र जिज्ञासु विद्यार्थीले पाठ्यक्रमद्वारा लक्षित सिकाइ उपलब्धिलाई विविध स्रोत र साधनको प्रयोग गरी अध्ययन अध्यापनका लागि उपयोग गर्न सक्छन् । यस पाठ्यपुस्तकलाई सकेसम्म क्रियाकलापमुखी र रुचिकर बनाउने प्रयत्न गरिएको छ तथापि अझै भाषा शैली, विषयवस्तु तथा प्रस्तुति र चित्राङ्कनका दृष्टिले कमीकमजोरी रहेका हुन सक्छन् । तिनको सुधारका लागि मौलना, शिक्षक, विद्यार्थी, अभिभावक, बुद्धिजीवी एवम् सम्पूर्ण सरोकारवालाहरूको समेत महत्त्वपूर्ण भूमिका रहने हुँदा सम्बद्ध सबैको रचनात्मक सुझावका लागि पाठ्यक्रम विकास केन्द्र हार्दिक अनुरोध गर्दछ ।

पाठ्यक्रम विकास केन्द्र

वि.सं. २०७९

حق طباعت: جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

نام کتاب: دینیات
مؤلف: مولانا نظر الحسن فلاحیؔ
مجیدہ بیگم فلاحیؔ
صفحات: ۱۴۲
اشاعت: ۲۰۷۸ بکرم سمبت
ناشر: حکومت نیپال، وزارت تعلیم
مرکز برائے فروغ نصاب تعلیم، سانوٹھیمی، بھکت پور

عرض ناشر

حکومت نیپال کی شمولیت اور تعلیم سب کے لیے کی پالیسی کے مطابق وزارت تعلیم کے تحت مرکز برائے فروغ نصاب تعلیم، سانوٹھیمی، بھکت پور نے مدارس اسلامیہ کے لیے درجہ دوازدھم تک کا نصاب تعلیم تیار کیا ہے۔ جس میں دینیات کو نمایاں مقام دیا گیا ہے، تاکہ اس کی مدد سے ابتدائی درجات کے بچوں کو قلیل مدت میں عقائد، عبادات، سیرت النبی ﷺ، سیرت انبیاء وصلحا، اخلاق و عبادات اور معاشرتی آداب وغیرہ سے متعلق ضروری معلومات بہم پہنچائی جاسکیں اور مضامین کا بار بڑھائے بغیر عام فہم اور دل نشیں انداز میں دین کے تمام پہلوؤں کا سادہ مگر واضح تصور دلایا جاسکے۔

مروجہ درسیات کے ذریعہ ایک ہی عقیدے اور مذہب کی تعلیم، نیز مشرکانہ عقائد اور غیر اسلامی تصورات کی ترویج واشاعت اور ملکی ماحول نے اس ضرورت کا احساس اور شدید کر دیا ہے۔ اس ضرورت کی تکمیل کے لیے دینیات کا سیٹ تیار کیا جا رہا ہے۔ جس کی درجہ چہارم کے لیے لکھی گئی کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

مذکورہ سیٹ کی خصوصیات:

۱۔ زبان نہایت سادہ، سلیس اور طرز بیان عام فہم اور دل نشیں ہے۔

۲۔ بچوں کی نفسیات اور دلچسپیوں کا پورا پورا لحاظ رکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔

۳۔ دین کا ایک جامع تصور پیش کیا گیا ہے اور ہر پہلو سے متعلق بتدریج معلومات فراہم کی گئی ہیں۔

۴۔ جزوی اختلافات کو حتی الامکان نظر انداز کر کے بنیادی اور متفق علیہ باتیں پیش کی گئی ہیں، تاکہ طلبہ کے ذہن میں انتشار پیدا نہ ہو۔ استاد حسب ضرورت طلبہ کے مسلک کے مطابق رہنمائی کر دیں۔

اس کو مزید بہتر اور مفید بنانے کے لیے تمام اہل علم سے آراء اور مشوروں کی امید رکھتے ہیں۔

مرکز برائے فروغ نصاب تعلیم، سانوٹھیمی، بھکت پور

فہرست مضامین

نمبر شمار	عناوین		صفحہ
(۱)	حمد	....	۷
(۲)	نعت	....	۱۱
(۳)	ایمانِ مجمل	....	۱۶
(۴)	ایمانِ مفصّل	....	۲۱
(۵)	طہارت	....	۲۷
(۶)	نجاست کی قسمیں	....	۳۴

(۷)	نجاست حکمی	....	۳۹
(۸)	ارکان اسلام	....	۴۶
(۹)	نماز	....	۵۱
(۱۰)	نماز کی اصطلاح	....	۵۷
(۱۱)	نماز کے اذکار	....	۶۳
(۱۲)	نبی کریم ﷺ کا مکّی دور	....	۷۰
(۱۳)	ہماری پاک مائیں	....	۸۱
(۱۴)	حضرت فاطمہؓ	....	۸۵
(۱۵)	حضرت اُمِّ عمارہؓ	....	۹۰
(۱۶)	دس جنتی صحابہ رضی اللہ عنہم (۱)	....	۹۴
(۱۷)	دس جنتی صحابہ رضی اللہ عنہم (۲)	....	۱۰۲
(۱۸)	حضرت یوسفؑ	....	۱۱۷

(۱۹)	حضرت یونسؑ	....	۱۲۵
(۲۰)	آسمانی صحیفے رکتابیں	....	۱۲۹
(۲۱)	پڑوسی کے حقوق	....	۱۳۳
(۲۲)	چند چھوٹی سورتیں	....	۱۳۷

سبق(۱)

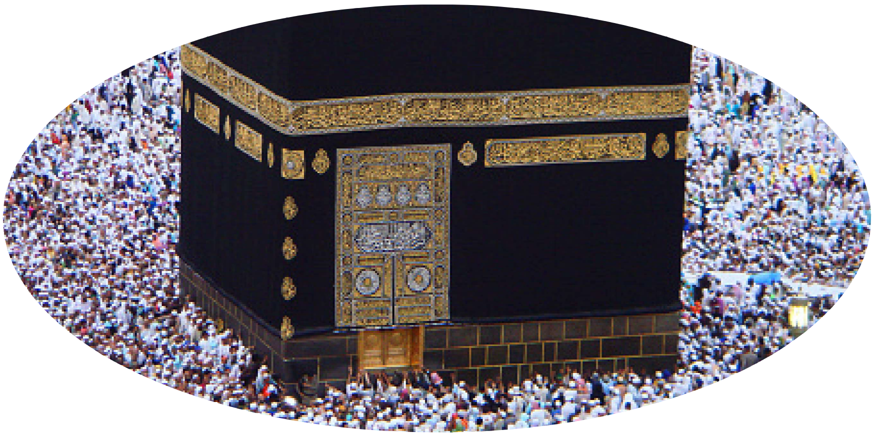

حمد

عظیم ہے عظیم ہے خدا فقط عظیم ہے
وہ حالِ دل بھی جانتاہے وہ بڑا علیم ہے
ہوئی خطا اگر کوئی معاف بھی کرے وہی
کرم کی جس کی حد نہیں وہ ایسا اک کریم ہے
خلیق ہے ودود ہے متین ہے حمید ہے
شفیق و مہربان ہے صفت میں وہ رحیم ہے
نہ نیند ہے نہ موت ہے ازل سے ہے ہمیشہ ہے
وہی ہے ایک ذات جو جدید ہے قدیم ہے

جہاں کی ساری نعمتیں ہمارے واسطے تو ہیں
نہ اس کو بھوک پیاس ہے وہ ہے تو بس نعیم ہے
اسی کے قبضے میں جہاں کے سارے راز قید ہیں
وہ عقل کا بھی بادشاہ وہ دانہ وہ حکیم ہے

سیّد خالد محسن

مشق

(الف) درج ذیل سوالوں کے جواب دیجیے:

۱۔ حمد کسے کہتے ہیں؟

۲۔ اس حمد میں اللہ کی کن صفات کا تذکرہ کیا گیا ہے؟

۳۔ اللہ کی صفتوں کے لئے اس حمد میں کن الفاظ کا استعمال ہوا ہے؟

۴۔ کیا اللہ کا وجود ازل سے ہے؟ اپنے جواب میں کوئی شعر تحریر کریں۔
۵۔ جہاں کے سارے راز کس کے قبضے میں قید ہیں؟
۶۔ دنیا کی ساری نعمتیں جو اللہ نے پیدا کی ہیں وہ کس کے لئے ہیں؟
۷۔ انسان کی خطا کون معاف کرتا ہے؟
۸۔ دل کا حال کون جانتا ہے؟

(ب) درج ذیل الفاظ کے معانی لکھیے:

علیم ....
خلیق ....
شفیق ....
ازل ....
قدیم ....
ودود ....
جہاں ....
نعیم ....

(ج) مناسب الفاظ سے خالی جگہوں کو پُر کیجیے:

عظیم ہے...... ہے خدا فقط............
ہوئی......اگر کوئی......بھی کرے وہی
خلیق ہے...... ہے متین ہے...... ہے

اسی کے قبضے...... کے سارے......قید ہیں
وہ عقل کا بھی......   وہ دانہ وہ...... ہے

(د)   مندرجہ ذیل شعر کا مفہوم اپنے الفاظ میں لکھیں۔

ہوئی خطا اگر کوئی معاف بھی کرے وہی
کرم کی جس کی حد نہیں وہ ایسا اک کریم ہے

ہدایات:

☆ اساتذہ طلبہ و طالبات کو صحیح تلفظ کے ساتھ پڑھ کر سنائیں۔

☆ تمام طلبہ و طالبات کو باری باری پڑھنے لگائیں اور باقی کو ساتھ ساتھ دوہرانے کہیں۔

☆☆☆☆☆☆

سبق(۲)

نعت

مُصطفٰےؐ آپؐ ہیں، مجتبٰے آپؐ ہیں
مختصر یہ ہے بعد از خدا آپؐ ہیں
کفر کی ظلمتوں میں ضیا آپؐ ہیں
صاحبِ روشنی حِرا آپؐ ہیں
سیدُ الانبیاء، خاتم المرسلینؐ
آئینہ دارِ دین ہدیٰ آپؐ ہیں
اب کسی رہنما کی ضرورت نہیں
میرے ہادی میرے رہنما آپؐ ہیں

یہ تو سچ ہے کہ ہم دور ہیں آپؐ سے
یہ غلط ہے کہ ہم سے خفا آپؐ ہیں

دشمنوں کو بھی جس نے اماں بخشدی
وہ سراپائے لطف و عطا آپؐ ہیں

کس بلندی پہ قسمت ہے صدّیقؓ کی
جانشینِ رسولِ خدا آپؓ ہیں

ہمسری کس سے ممکن ہے فاروقؓ کی
مالکِ دو جہاں کی عطا آپؓ ہیں

کس قدر ہے مناسب غنیؓ کا لقب
نازش و فخرِ جودوسخا آپؓ ہیں

کیا حرج ہے علیؓ کو اگر ھم کہیں
قوتِ دین و شیرخدا آپؓ ہیں

شعر گوئی ہے تابشؔ مرا مشغلہ
شعر و فن کا مرے مدعاّ آپؐ ہیں

تابشؔ مہدی

مشق

(الف) درج ذیل سوالوں کے جواب دیجیے:

۱۔ نعت کسے کہتے ہیں؟

۲۔ اب کسی رہنما کی ضرورت کیوں نہیں ہے؟

۳۔ شاعر نے سید الانبیاء اور خاتم المرسلین کن کو کہا ہے؟

۴۔ خاتم المرسلین کا کیا مطلب ہے؟

۵۔ حضور پاکؐ کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟ پانچ جملوں میں تحریر کیجیے:

۶۔ اس نعت میں جانشین رسول خدا کس کو کہا گیا ہے؟

۷۔ حضور پاکؐ کس طرح ہمارے ہادی ورہنما ہیں؟

۸۔ اس نعت میں حضور پاکؐ کو کن ناموں سے شاعر نے یاد کیا ہے؟

۹۔ اس نعت کے شاعر کا نام لکھیے۔

(ب) ذیل میں خلفاء راشدین کے القاب لکھے ہوے ہیں۔ ان کے سامنے ان کے نام لکھیں۔

القاب	نام
صدیقؓ	....
غنیؓ	....
حیدرؓ	....
فاروقؓ	....

(ج)　　درج ذیل الفاظ کے معانی لکھیے:

الفاظ	معانی
مجتبیٰ	....
کفر	....
ہدیٰ	....
سراپا	....
لطف	....
حرج	....
شعرگوئی	....
مشغلہ	....
نازش	....
فخر	....
جودوسخا	....

(د) خالی جگہوں کو مناسب الفاظ سے پُر کریں:

.... کس سے...... ہے فاروقؓ کی

مالکِ دو .... کے عطا .... ہیں

کس قدر .... ہے غنیؓ کا ....

نازش و فخرِ .... آپؓ ہیں
کیا .... ہے علیؓ کو اگر ہم کہیں
قوتِ .... و شیرِخدا .... ہیں

(ج) درج ذیل شعر کا مطلب اپنے لفظوں میں لکھیئے:

مُصطفیٰ آپؐ ہیں، مجتبیٰ آپؐ ہیں
مختصر یہ ہے بعد از خدا آپؐ ہیں

ہدایات:

☆ اساتذہ طلبہ و طالبات کو صحیح تلفظ کے ساتھ پڑھ کر سنائیں۔
☆ تمام طلبہ و طالبات کو باری باری پڑھنے لگائیں اور باقی کو ساتھ ساتھ دوہرانے کہیں۔
☆ اس طرح پڑھائیں کہ رسول ﷺ کی محبت دلوں میں بیٹھ جائے اور پیروی کا جذبہ پیدا ہو جائے

☆☆☆☆☆☆

سبق (۳)

ایمان مجمل

ایمان مجمل سے مراد وہ الفاظ ہیں جن کے ذریعہ سے ہم نہایت مختصر طور پر اپنے ایمان اور عقیدے کا اظہار کرتے ہیں۔

آمنتُ بِاللّٰہِ کَمَا ھُوَبِاَسْمآئِہٖ وَصِفَاتِہٖ وَقَبِلْتُ جَمِیْعَ اَحْکَامِہٖ

''میں ایمان لایا اللہ پر جیسا کہ وہ اپنے ناموں اور اپنی صفتوں کے ساتھ ہے اور میں نے اس کے سارے احکام قبول کیے۔''

ایمان مجمل میں تین باتوں کا اقرار ہے (۱) اللہ پر ایمان (۲) اس کے اچھے ناموں اور صفتوں پر ایمان (۳) اس کے سارے احکام کو قبول کرنا۔ جو شخص ان تین باتوں کو قبول کرتا ہے دل سے مانتا ہے زبان سے اقرار کرتا ہے اس کو مسلمان کہتے ہیں۔

۱۔ اللہ پر ایمان لانے کا مطلب ہے کہ یہ لمبی چوڑی دنیا اور لاکھوں کروڑوں انسان خود بخود پیدا نہیں ہو گئے ہیں۔

بلکہ ان کا ایک پیدا کرنے والا ہے۔اس کا نام ''اللہ'' ہے۔ وہ یکتا ہے،اکیلا ہے،ایک ہے۔نہ اس کے والدین ہیں اور نہ بیوی بچے۔اس جیسا کوئی نہیں۔سب اس کے محتاج ہیں اور وہ کسی کا محتاج نہیں۔وہ خود بخود ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔

۲۔''وہ خالق اور مالک'' ہے اور وہی ہمارا ''حاکم'' ہے۔اسی نے ہم سب کو پیدا کیا اور اسی کے قبضے میں ہماری جان ہے۔وہ ہمارا بادشاہ ہے۔ساری کائنات اور سارے جہاں میں اس کی حکومت ہے۔وہی ہمارا معبود ہے۔اسکے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔وہ رحمان اور رحیم ہے۔وہ ہم پر بڑا ہی مہربان ہے۔وہ ہمارا ''رب'' ہے۔وہی ہمیں روزی دیتا ہے اور وہی ہماری ساری ضرورتیں پوری کرتا ہے۔وہ ''سمیع اور بصیر'' ہے،سب کی سنتا اور سب کو دیکھتا ہے۔''علیم اور قدیر'' ہے،سب کچھ جانتا اور ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔وہ ''صمد'' ہے۔سب اس کے محتاج ہیں،وہ کسی کا محتاج نہیں،اس کو کسی چیز کی ضرورت نہیں۔وہ ہادی ہے،اس نے ہماری ہدایت کے لئے پیغمبروں کو بھیجا کہ اسکی مرضی بتائیں اور اسلام کی سیدھی اور سچی راہ دکھائیں۔اس کے علاوہ اللہ کے بہت سے اچھے اچھے نام ہیں۔ہم ان سب پر ایمان لاتے ہیں۔

۳۔ہم اسکے سارے حکموں کو مانتے ہیں۔اللہ نے رسولوں کے ذریعہ سے جن کاموں کو کرنے کا حکم دیا ہے،مثلاً نماز پڑھنا،روزہ رکھنا،سچ بولنا،ماں باپ کا کہنا ماننا،رشتے داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا،غریبوں اور دُکھیوں کی مدد کرنا،ہم جی جان سے ان کاموں کو کرتے ہیں۔

جن کاموں سے اللہ نے روکا ہے،مثلاً اس کے کاموں میں کسی کو ساجھی سمجھنا،بتوں کو پوجنا،شراب پینا،جوا کھیلنا،جھوٹ بولنا،کسی کو دُکھ دینا،کسی کا حق دبانا،حرام کھانا،یہ سب بُرے کام ہیں،ہم اُن سے بچتے ہیں،ان کے قریب نہیں پھٹکتے۔خود بھی بچتے ہیں اور دوسروں کو بھی بچاتے ہیں۔ایمان لا کر ہم نے اللہ سے عہد کیا ہے کہ ہم اس کے سارے حکموں کو مانیں گے۔ہم کبھی عہد نہیں توڑتے۔جہاں تک ہوتا ہے اللہ کے حکموں کو بجا لاتے ہیں اور اس کی نافرمانی نہیں کرتے۔

ایمان مجمل میں ایمان کی ساری باتوں کو سمیٹ کر بیان کیا گیا ہے یہ پورے ایمان کا خلاصہ ہے، اسی لئے ہم ''ایمان مجمل'' کو یاد کرتے ہیں اور بار بار دہراتے ہیں، تا کہ ہمیں اپنا اقرار اور اللہ سے کیا ہوا وعدہ یاد رہے اور ہم کبھی اس کے حکموں کو بجالانے سے غافل نہ ہوں۔

مشق

(الف) درج ذیل سوالوں کے جواب دیجیے:

۱۔ ایمان مجمل سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟

۲۔ ایمان مجمل میں کن کن باتوں کا اقرار کیا گیا ہے؟

۳۔ اللہ پر ایمان لانے کا کیا مطلب ہے؟

۴۔ ''میں نے اللہ کے سارے احکام قبول کئے'' کا کیا مطلب ہے؟

۵۔ اللہ نے ہمیں کن کاموں کو کرنے کہا ہے؟

۶۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں کن کاموں سے روکا ہے؟

۷۔ ایمان لاکر ہم اللہ تعالیٰ سے کیا عہد کرتے ہیں؟

۸۔ ہم ایمان مجمل کو کیوں یاد کرتے ہیں اور اس کو بار بار دہراتے ہیں؟

۹۔ ایمان مجمل کا ترجمہ تحریر کریں۔

(ب) صحیح جوڑے ملایئے:

الف	ب
رب	سب کو دیکھتا ہے
بصیر	سب اس کے محتاج ہیں وہ کسی کا محتاج نہیں
سمیع	روزی دیتا اور ہماری ساری ضرورتیں پوری کرتا ہے
صمد	سب کی سنتا ہے
قدیر	سب کچھ جانتا ہے
علیم	ہماری ہدایت کے لئے پیغمبروں کو بھیجا کہ اس کی مرضی بتائیں
ہادی	ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے

(ج) نیچے کے جملوں کو غور سے پڑھئے، صحیح جملے کے سامنے (✓) کا نشان لگایئے اور غلط کے سامنے (×) کا نشان لگاتے ہوئے اس کے نیچے صحیح جواب تحریر کیجئے۔

۱۔ یہ لمبی چوڑی دنیا اور کروڑوں انسان خود بخود پیدا ہو گئے ہیں۔ ( )

۲۔ اللہ کے حکموں کو بجالانے سے ہمیں غافل نہ ہونا چاہیے۔ ( )

۳۔ ایمان مجمل میں چار باتوں کا اقرار ہے۔ ( )

۴۔ ایمان لاکر ہم نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا ہے کہ ہم اس کے سارے حکموں کو مانیں گے۔( )

ہدایات: اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام اپنے اساتذہ اور والدین سے معلوم کر کے یاد کر لیں۔
اللہ کے صفاتی ناموں کا ایک چارٹ بنا کر اپنے گھر میں آویزاں کر لیں۔

☆☆☆☆☆☆

سبق (۴)

ایمانِ مفصل

وہ امور جن کو شعوری طور پر صحیح سمجھنا، دل اور دماغ سے اس کی تصدیق کرنا اور زبان سے اس کا اقرار کرنا یعنی ان پر ایمان لانا ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے۔ ان کو ارکان ایمان یا عقائد اسلام کہتے ہیں۔ ایمانِ مفصّل میں وہ سب عقیدے بیان کر دئے گئے ہیں:

اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ الْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَالْبَعْثِ بَعْدَالْمَوْتِ.

''میں ایمان لایا اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر، آخرت کے دن پر، اچھی بری تقدیر پر جو اللّٰہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے اور موت کے بعد اٹھائے جانے پر۔''

ایمان مفصّل میں بتایا گیا ہے کہ مسلمانوں کو سات باتوں پر ایمان لانا ضروری ہے۔

۱۔ اللہ پر

۲۔ فرشتوں پر

۳۔ اللہ کی بھیجی ہوئی کتابوں پر

۴۔ اللہ کے رسولوں پر

۵۔ آخرت کے دن پر

٦۔ تقدیر پر کہ اچھی اور بُری تقدیر اللہ کی طرف سے ہے

۷۔ اور مرنے کے بعد اٹھائے جانے پر

جو لوگ مرنے کے بعد اٹھائے جانے کا ذکر الگ سے نہ کر کے اس کو آخرت میں شامل کرتے ہیں ان کے نزدیک کل ارکان ایمان چھ ہیں۔ آدمی مومن اور مسلم اسی وقت ہوسکتا ہے جب وہ ان باتوں پر پکّا یقین و ایمان رکھتا ہو۔ جب تک ہمیں اللہ کی ذات اور اس کی زبردست قوت و طاقت کا یقین نہ ہو ہم کیسے اس کی اطاعت کر سکتے ہیں اور کیسے اس کے حکموں پر چل سکتے ہیں؟۔ جب تک یہ یقین نہ ہو کہ اللہ ہمیں ہر وقت دیکھ رہا ہے، وہ سب کچھ سنتا اور دیکھتا ہے، ہم کیسے اسکی نافرمانی سے بچ سکتے ہیں؟۔ اس لئے سب سے پہلی بات یہ ہے کہ ہمارے دل میں اللہ کی ذات وصفات کا پختہ یقین ہو اور اس میں ذرا بھی شک نہ رہے۔

پھر ہمیں یہ بھی یقین ہو کہ وہ تنہا سب کا خالق، مالک، رب اور معبود ہے اور کوئی اس کا شریک نہیں ہے۔ عبادت کے لائق صرف اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ اس کی حکومت میں وہ مکمل با اختیار ہے۔ کسی کی کیا مجال جو اس کے کاموں میں دخل دے سکے، جو کچھ ہوتا ہے اسی کے حکم سے ہوتا ہے۔ اسی نے ہر چیز کو پیدا کیا، پورا نظام عالم تنہا چلا رہا ہے۔ ہر چیز کی اچھی یا بُری تقدیر اسی اللہ نے بنائی ہے اور وہ ان سب کا اکیلا مالک ہے۔

فرشتے بہت نیک اور اللہ کی مکمل فرماں بردار مخلوق ہیں۔ وہ اللہ کی تسبیح اور عبادت میں مشغول رہتے ہیں۔ ان کا کام خدا کے حکموں کو بجالانا ہے۔

اللہ رب العالمین نے زمین اور اس کی ساری چیزیں انسانوں کے لئے بنائی ہیں۔ ان کو زمین پر خلیفہ بنا کر بھیجا گیا ہے۔ ان کی ہدایت و رہنمائی کے لئے اپنے نیک بندوں کو اپنا رسول اور نبی بنایا۔ ان پر اپنی کتابیں اور صحیفے نازل فرمایا۔ سب سے اخیر میں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو اپنا آخری نبی اور رسول بنا کر بھیجا۔ ان پر اپنی آخری کتاب ہدایت قرآن مجید نازل فرمایا۔ جس سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کی مرضی کیا ہے؟ زندگی گزارنے کا پسندیدہ طریقہ کیا ہے؟ ہم اللہ کے حکموں پر کس طرح چلیں اور اس کی نافرمانی سے کیسے بچیں؟ اس لئے ہم اللہ کے رسولوں اور اس کی کتابوں پر ایمان لاتے ہیں۔ ان کتابوں میں اللہ نے زندگی گزارنے کا صحیح طریقہ بتایا ہے اور رسولوں نے ہم تک اللہ کے حکموں کو پہنچایا اور ان پر چل کر دکھایا ہے۔ رسولوں نے ہمیں بتایا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلے گا، اس کی فرماں برداری کرے گا، اللہ اس سے خوش ہوگا اور جنت میں جگہ دے گا۔ جو اللہ تعالیٰ کے حکموں پر نہیں چلے گا، اس کی نافرمانی کرے گا، اس کو اللہ سخت سزا دے گا اور دوزخ میں ڈال دے گا۔ پچھلی امتوں نے اپنے نبیوں پر نازل کی گئی کتابوں کو یا تو ضائع کر دیا یا ان میں تحریف کر دی۔ لیکن اللہ نے اپنے آخری نبی پر جو کتاب نازل کی اس کی حفاظت کا ذمہ خود لیا۔ اب سارے انسانوں کی ہدایت اسی الٰہی کتاب قرآن سے مل سکتی ہے۔

مرنے کے بعد ہم سب زندہ ہو کر اللہ کے سامنے پیش ہوں گے۔ ہمارے کاموں کی جانچ ہوگی۔ اچھائی اور برائی کا فیصلہ آخرت میں ہوگا۔ آخرت کا یقین ہی انسان کو راہ راست پر قائم رکھتا ہے۔ مرنے کے بعد جی اٹھنے کا یقین نہ ہوتو اکثر لوگ برائیوں سے نہیں بچ سکتے ہیں۔ بہشت کا یقین ہی تو ہمیں نیک کام کرنے پر ابھارتا ہے اور دوزخ کا ڈر ہی ہمیں برائیوں سے بچاتا ہے۔

ان باتوں پر یقین کرنے ہی کی وجہ سے ہم مسلمان کہلاتے ہیں۔ اگر ہم ان میں سے کسی بات کا بھی انکار کر دیں تو ہم مسلمان نہیں رہ سکتے اور اللہ کے پیارے نہیں بن سکتے۔ یہ اسلام کے ''بنیادی عقیدے'' کہلاتے ہیں۔ تمام رسولوں نے انہی باتوں کی تعلیم دی اور انھی باتوں کو دل میں بٹھانے کی کوشش

کی۔ پیارے رسولؐ نے بھی انہی باتوں کی تعلیم دی اور انہی باتوں کو دل میں بٹھایا۔ یہی باتیں تمام بھلائیوں کی جڑ ہیں اور ان باتوں کو ماننے میں ہی دونوں جہاں کی کامیابی ہے۔ان کا انکار کر کے ہم دنیا میں بھی ذلیل ہوں گے اور آخرت میں بھی رسوا ہوں گے۔ خدا کا شکر ہے کہ ہم مسلمان ہیں۔ان باتوں کو دل سے مانتے ہیں اور ان پر پکا اور سچّا یقین رکھتے ہیں۔

مشق

(الف) درج ذیل سوالوں کے جواب دیجیے:۔

۱۔ ایمان مفصّل میں کتنی باتوں پر ایمان لانے کی تعلیم دی گئی ہے؟

۲۔ اللہ پر ایمان لانے کا کیا مطلب ہے؟

۳۔ ایمان مفصل کا ترجمہ تحریر کیجیے۔

۴۔ فرشتوں کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

۵۔ آخرت کے دن پر ایمان لانا کیوں ضروری ہے؟

۶۔ اللہ نے سب سے آخر میں حضرت محمد ﷺ کو کیا بنا کر بھیجا؟

۷۔ مرنے کے بعد سب زندہ ہو کر کس کے سامنے پیش ہوں گے؟

۸۔ قرآن کی حفاظت کا ذمہ کس نے لیا ہے؟

(ب) خالی جگہیں پُر کریں۔

۱۔ اللہ سب کا..........اور..........ہے۔

۲۔ اللہ کا کوئی..........نہیں ہے۔

۳۔ فرشتے اللہ کے..........ہوتے ہیں۔

۴۔ ....اللہ کی آخری کتاب ہے۔

۵۔ حضرت محمدؐ اللہ کے آخری..........اور..........ہیں۔

۶۔ ....کا یقین ہی تو نیک کام کرنے پر ابھارتا ہے۔

۷۔ ....کا ڈر ہمیں برائیوں سے بچاتا ہے۔

۸۔ اچھی اور بری تقدیر..........کی طرف سے ہوتی ہے۔

(ج) صحیح جوڑے ملائیے:

الف	ب
اطاعت	دنیا
عالم	پرورش کرنے والا
مخلوق	فرماں برداری
رب	پیدا کیا ہوا
ہدایت	بدل دینا
ضائع کرنا	برباد کرنا
تحریف	رہنمائی

(د) نیچے کے جملوں کو غور سے پڑھیے، صحیح جملے کے سامنے (✓) کا نشان لگائیے اور غلط کے سامنے (×) کا نشان لگائیے:

۱۔ ارکان ایمان پر ایمان لانا ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے۔ ( )

۲۔ ایمان مفصل میں کل نو باتوں پر ایمان لانے کا ذکر ہے۔ ( )

۳۔ اللہ سب کی سنتا اور سب کچھ دیکھتا ہے۔ ( )

۴۔ پچھلی امتوں نے اپنے رسولوں پر نازل شدہ کتابوں میں تحریف کی۔ ( )

۵۔ آخرت پر ایمان رکھنے سے گناہوں سے بچنا مشکل ہو جائیگا۔ ( )

۶۔ حضرت محمدؐ اللہ کے آخری نبی اور رسول ہیں۔ ( )

(ہ) مندرجہ ذیل الفاظ کے معانی تحریر کریں:

الفاظ	معانی
نظام عالم	....
بندہ	....
الٰہی	....
راہ راست	....
ذلیل	....
بہشت	....
ربوبیت	....

کچھ کرنے کا کام

ایمانِ مفصل اور اس کا ترجمہ لکھ کر اپنے گھر اور درجہ میں آویزاں کریں اور دوستوں کو بھی یاد کروائیں

سبق (۵)

طہارت

طہارت کی اہمیت

طہارت کے معنی پاکی، صفائی اور پاکیزگی ہوتے ہیں۔ اللہ رب العزت نے سورہ بقرۃ آیت ۲۳۸ میں فرمایا ''اللہ ان لوگوں کو پسند کرتا ہے، جو بدی سے باز رہیں اور پاکیزگی اختیار کریں۔'' حضرت محمد ﷺ نے پاکی کو آدھا ایمان قرار دیا ہے۔ پاکی کے بغیر نہ نماز پڑھ سکتے ہیں، نہ خانہ کعبہ کا طواف کر سکتے اور نہ قرآن چھو سکتے ہیں۔ آپ ﷺ کا قول ہے ''نماز جنت کی کنجی ہے اور پاکی نماز کی کنجی ہے''۔ پاکی اور صفائی صحت و تندرستی کے لیے بھی ضروری ہے۔ بیماریاں نہیں پھیلتیں بلکہ دل و دماغ پر اچھا اثر پڑتا ہے۔ ملنے جلنے والوں پر بھی خوش گوار اثر پڑتا ہے۔ جبکہ گندگی اور ناپاکی سے مختلف قسم کی بیماریاں پھیلتی ہیں۔ دل و دماغ پر اس کا منفی اثر پڑتا ہے اور ملنے جلنے والوں کو بھی تکلیف ہوتی ہے۔ لہذا ہمیشہ جسم، لباس اور جگہ کی پاکی کا خیال رکھنا چاہیئے۔ اسی لئے کہا گیا ہے کہ ''تن پاک تو من پاک''

غسل

صفائی اور ستھرائی کا ایک اہم ذریعہ غسل ہے۔ غسل کر کے انسان تازگی اور فرحت محسوس کرتا ہے۔ ناپاکی سے پاک ہونے کے لئے غسل ضروری ہے۔ حضرت محمد ﷺ نے جمعہ اور عید کے دن غسل کو سنت قرار دیا ہے۔ یعنی غسل کبھی فرض ہوتا ہے، کبھی سنت اور کبھی مستحب و مستحسن ہوتا ہے۔

غسل کے فرائض

(۱) نیت کرنا (۲) کلی کرنا (۳) ناک میں پانی ڈالنا

(۴) پورے جسم پر اس طرح پانی بہانا کہ جسم کا کوئی حصہ خشک نہ رہ جائے

غسل کا طریقہ

آپ غسل کرنے جا رہے ہیں اور استنجاء کی ضرورت ہو تو اس سے فارغ ہو لیں۔ پھر سب سے پہلے جس مقصد سے غسل کرنے جا رہے ہیں اس کے ساتھ غسل کی نیت کریں۔ غسل کے لیے اس جگہ کا انتخاب کریں جو پاک وصاف ہو۔ اسی طرح غسل کے لئے جو پانی استعمال کریں وہ طاہر و مطہر ہو۔ اس کے بعد بسم اللہ پڑھ کر پہنچوں تک دونوں ہاتھ دھوئیں۔ پھر بدن میں جہاں گندگی لگی ہو اسے اچھی طرح دھولیں اور وضو کر لیں۔ پھر اس کے بعد پانی اس طرح بہائیں کہ سارا بدن تر ہو جائے۔ جسم کو خوب اچھی طرح ملیں۔ پھر دوبارہ پانی ڈالیں اور جسم کے دائیں بائیں جانب تین تین بار پانی ڈال کر غسل پورا کریں۔ اخیر میں دونوں پاؤں دھو لیں۔

طہارت کا وسیع دائرہ

اسلام میں پاکی وصفائی کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ یہ صرف بدن ہی نہیں بلکہ کپڑوں اور بالوں کو بھی پاک وصاف رکھنے کی تعلیم دیتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ ایک دن حضرت جابرؓ کے یہاں تشریف لے گئے۔ اس وقت آپ کی

نظر ایک ایسے شخص پر پڑی جس کے بال بکھرے ہوئے تھے۔آپ ؐ نے فرمایا کہ یہ آدمی ایسی کوئی چیز نہیں پا سکتا جس سے اپنے سر کے بال صاف کر لیتا۔ پھر اسی مجلس میں آپ ؐ نے ایک ایسے شخص کو دیکھا جو میلے کچیلے کپڑے پہنے ہوئے تھا تو آپ ؐ نے فرمایا کہ کیا اس کو کوئی ایسی چیز نہیں مل سکتی جس سے یہ اپنے کپڑے دھو لیتا۔اسی طرح آپ ﷺ نے ناخن تراشتے رہنے کی بھی ہدایت فرمائی ہے۔

سڑک اور عام راستوں کی پاکی وصفائی کا خیال رکھنے کی تعلیم بھی اسلام دیتا ہے۔اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا''جس راستے پر لوگ آتے جاتے ہوں،جس درخت یا جگہ کے نیچے لوگ آرام کرتے ہوں ایسی جگہ پر پیشاب پاخانہ نہ کریں۔اس سے لوگوں کو تکلیف ہوگی اور لوگ لعنت کریں گے''۔اسی طرح آپ ؐ نے ان مقامات کو بھی پاک وصاف رکھنے کی نصیحت فرمائی جن مقامات پر پانی کا انتظام ہو اور لوگ پانی پینے کے لئے وہاں آتے جاتے ہوں۔

پیشاب و پاخانہ کے آداب

قضائے حاجت کے کچھ آداب ہیں،ہمیں ان کا خیال رکھنا چاہیئے۔

☆ بیت الخلاء میں داخل ہونے سے پہلے یہ دعا پڑھیں۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْخُبْثِ وَ الْخَبَائِثِ.

(اے اللہ میں گندگی اور گندگی والے شیطان سے تیری پناہ مانگتا ہوں)

☆ بیت الخلاء میں داخل ہوتے ہوئے پہلے بایاں پیر اندر رکھیں۔

☆ قضائے حاجت کے وقت کوئی ایسی چیز اپنے ساتھ نہ رکھیں جس پر اللہ کا نام لکھا ہو۔اللہ کے رسول ﷺ کی انگوٹھی پر''محمد رسول اللہ'' لکھا ہوا تھا۔آپ ؐ جب قضائے حاجت کے لئے جاتے تو اسے اتار کر رکھ دیتے تھے۔

☆ قضائے حاجت کے وقت قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ نہ کریں۔

☆ پیشاب کرتے وقت اونچی جگہ بیٹھیں تا کہ پیشاب کی چھینٹیں کپڑوں پر نہ پڑیں۔ جو لوگ پیشاب کی

☆ چھیٹوں سے نہیں بچتے وہ قبر کے عذاب کا شکار ہوتے ہیں۔

☆ پتھریلی زمین، جانوروں کے بل یا سوراخ میں پیشاوب نہ کریں۔

☆ قضائے حاجت کے وقت کسی سے بات نہ کریں۔

☆ بیت الخلاء سے نکلتے ہوئے پہلے دایاں پاؤں باہر رکھیں اور یہ دعا پڑھیں۔

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ الَّذِیْ اَذْھَبَ عَنِّیْ الْاَذٰی وَ عَافَانِیْ. غُفْرَانَکَ.

''تمام تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے گندگی کو مجھ سے دور کیا اور مجھے آرام دیا، میں تیری بخشش کا طلبگار ہوں۔''

☆☆☆☆☆☆

مشق

(الف) درج ذیل سوالوں کے جواب دیجیے:

۱۔ طہارت کا معنی کیا ہے؟

۲۔ اللہ کیسے لوگوں کو پسند کرتا ہے؟

۳۔ پاکی کے بغیر ہم کیا کیا نہیں کر سکتے ؟

۴۔ غسل کے چار فوائد بیان کیجئے۔

۵۔ غسل کا طریقہ بیان کیجئے۔

٦۔ قضائے حاجت کے وقت جن باتوں کا خیال رکھنا چاہیئے ۔ان میں سے چار لکھئے۔

۷۔ ماحول کی صفائی سے متعلق رسول ﷺ کی ہدایات بیان کیجئے۔

۸۔ بیت الخَلاء میں داخل ہونے اور نکلنے کی دعا لکھیئے ۔

۹۔ بیت الخَلاء میں داخل ہونے اور نکلنے کا طریقہ بیان کیجئے۔

(ب) مناسب الفاظ سے خالی جگہوں کو پُر کیجئے۔

اسی طرح..........اور عام راستوں کی .... کا خیال رکھنے کی تعلیم بھی ...... دیتا ہے۔اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ’’جس ...... پر لوگ.......... ہوں، جس ...... کے نیچے لوگ......کرتے ہوں ایسی جگہ پر ....نہ کریں۔اس سے لوگوں کو...... ہوگی اور لوگ ...... کریں گے‘‘۔اسی طرح آپ ؐ نے ان..........کو بھی پاک وصاف رکھنے کی ...... فرمائی جن مقامات پر ......کا انتظام ہو اور لوگ پانی پینے کے لئے وہاں.......... ہوں۔

(ج) صحیح جوڑے ملایئے:

ب	الف
پاک	طواف
پاخانہ وپیشاب کرنے کا گھر	فرحت
خانہ کعبہ کا چکر لگانا	طاہر
خوشی	بیت الخلاء
نیک مشورہ	مطہر
پاک کرنے والا	خوش گوار
دل پسند	نصیحت

(د) نیچے کے جملوں کو غور سے پڑھیے، صحیح جملے کے سامنے (✓) کا نشان لگایئے اور غلط کے سامنے (×) کا نشان لگائیں:

۱۔ نماز جنت کی کنجی ہے اور پاکی نماز کی کنجی ہے۔ ( )

۲۔ رسول ﷺ نے پاکی وصفائی کو پورا ایمان قرار دیا ہے۔ ( )

۳۔ جمعہ اور عید کے دن غسل کو سنت قرار دیا ہے۔ ( )

۴۔ غسل سے پہلے نیت کرنا سنت ہے۔ ( )

۵۔ اسلام میں پاکی وصفائی کا دائرہ بہت تنگ ہے۔ ( )

۶۔ قضائے حاجت کے وقت کسی سے بات نہ کریں۔ ( )

(ہ) مندرجہ ذیل الفاظ کی ضد تحریر کریں:

الفاظ	ضد
وسیع	....
بدی	....
منفی	....
خشک	....
تعریف	....
تندرستی	....

(و) ہاں یا نہیں میں جواب دیں۔

۱۔ مجھے میری امی جان نے وضو کرنا سکھایا۔ (   )

۲۔ میں بیت الخلاء میں داخل ہونے سے پہلے اور نکلنے کے بعد کی دعا پڑھتا ہوں۔ (   )

۳۔ میرے ابو روزانہ صبح غسل کرتے ہیں۔ (   )

۴۔ ہم لوگ غسل خانہ میں غسل کرتے ہیں۔ (   )

۵۔ ہم ساتھیوں سے مل کر لوگوں کو استنجاء کے بعد صابن سے ہاتھ دھونے کی اہمیت بتاتے ہیں۔ (   )

ہدایات:۔ ۱۔ اپنے غسل خانہ اور بیت الخَلاء کو صاف ستھرا رکھنے کا اہتمام کیجئے۔

۲۔ اس درس کی ساری دعائیں یاد کرلیں

☆☆☆☆☆

سبق (٦)

نجاست کی قسمیں

نجاست ناپاکی کو کہتے ہیں۔اس کی دو قسمیں ہیں۔نجاستِ حقیقی اور نجاست حکمی۔ پاک وصاف اور پاکیزہ زندگی گزارنے کے لیے نجاست کے بارے میں معلومات رکھنا اور اس سے پاک ہونے کا طریقہ اچھی طرح یادرکھنا ضروری ہے۔

نجاستِ حقیقی

نجاست حقیقی وہ ناپاکی ہے جو آنکھوں سے نظر آتی ہے،جس سے ہر انسان طبعاً نفرت کرتا،اس سے بچتاہےاور ہر چیز کواس سے بچانے اور صاف رکھنے کی کوشش کرتا ہے۔نجاست حقیقی کی دو قسمیں ہیں،نجاستِ غلیظہ اور نجاست خفیفہ

(ا) نجاستِ غلیظہ

اس سخت ناپاکی کو نجاست غلیظہ کہتے ہیں،جس کے ناپاک ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہر شخص اس کو ناپاک

سمجھتا ہے۔ جیسے آدمی کا پیشاب اور پاخانہ، آدمی کا خون، جانوروں کا خون وغیرہ۔ سوّر کی تو ہر چیز ہی ناپاک ہوتی ہے اور اس کا شمار نجاستِ غلیظہ میں ہوتا ہے۔ اگر یہ چیزیں کپڑے، بدن، چوکی، چارپائی، کرسی، وغیرہ پر لگ جائے تو ان کو تین تین بار خوب رگڑ رگڑ کر دھونا چاہیے تاکہ داغ دھبّہ نہ رہے۔ کسی چیز میں گندگی لگ جائے تو فوراً پاک کرنے کا اہتمام کرنا چاہیے۔

(۲) نجاستِ خفیفہ

وہ ناپاکی جو غلیظہ کے مقابلے میں ذرا ہلکی ہو، اس کو نجاست خفیفہ کہتے ہیں۔ نجاست غلیظہ کے مقابلہ نجاست خفیفہ کا حکم بھی کچھ ہلکا اور نرم ہے۔ جیسے حلال جانوروں کا پیشاب اور حرام پرندوں کی بیٹ وغیرہ۔

اگر یہ چیزیں بدن یا کپڑے وغیرہ پر لگ جائیں اور چوتھائی حصے سے کم پر لگی ہوں تو پاک کیے بغیر نماز نہیں پڑھنی چاہیے۔ اگر کبھی پڑھ لی تو نماز ہو جائے گی لیکن مکروہ ہوگی۔ اس سے فوراً دھونے اور پاک کرنے کی عادت ڈالنی چاہیے۔

جوتے اور زمین پر پاخانہ یا لید لگ جائے اور سوکھ جائے تو کھرچ دینے سے زمین اور جوتا پاک ہو جاتا ہے اور اگر ناپاکی کا نشان اور دھبا بھی مٹ جائے تو اس پر اطمینان کے ساتھ نماز پڑھ سکتے ہیں۔

اِستنجاء

پیشاب اور پاخانہ کرنے کے بعد پاکی حاصل کرنے کو ''استنجاء'' کہتے ہیں۔ پیشاب اور پاخانہ سے فارغ ہونے کے بعد پہلے مٹی کے ڈھیلے یا ٹیشو پیپر سے پاکی حاصل کی جائے پھر پانی سے دھو کر اچھی طرح اطمینان حاصل کر لینا چاہئے۔ اگر کسی جگہ ٹیشو پیپر یا مٹی کے ڈھیلے وغیرہ نہ مل سکیں تو صرف پانی سے بھی پاکی حاصل کی جا سکتی ہے۔ اسی طرح اگر پانی دستیاب نہ ہو تو صرف مٹی کا ڈھیلہ یا ٹیشو پیپر بھی استعمال کیا جا سکتا ہے اور اگر یہ نہ ملے تو کنکر پتھر، پکی اینٹ یا کوئی ایسی چیز جس سے پاکی حاصل کی جا سکتی ہو، استعمال کر سکتے ہیں۔ البتہ ہڈی، کوئلہ، گوبر، یا لکھے ہوئے کاغذ سے استنجا نہیں کرنا چاہیے اور ایسے کنکر پتھر یا اینٹ سے بھی

استنجاءنہیں کرنا چاہیے جس سے تکلیف پہنچ سکتی ہو۔

استنجاء ہمیشہ بائیں ہاتھ سے کیجیے۔اسی طرح استنجاء ہمیشہ بیت الخلاء میں کیا جانا چاہیےاور جہاں استنجاء خانہ نہ ہو وہاں ایسی جگہ کریں جو عام انسانوں کی نظروں سے اوجھل ہو۔

پاکی حاصل کرنے کے لئے اللہ نے جو چیزیں بنائی ہیں یعنی پانی اور مٹی یہ دونوں چیزیں بڑی آسانی سے ہر جگہ مل جاتی ہیں۔اس لئے ہمیں پاکی حاصل کرنے میں کبھی سستی نہیں کرنا چاہیے۔اللہ کے سچے دین نے ہمارے لئے پاکی حاصل کرنا بہت آسان بنادیا ہے۔جب بھی ہماری کوئی چیز ناپاک ہوجائے تو فوراً پاک کر لینا چاہیے اور خود بھی ہمیشہ پاک صاف رہنا چاہیے۔اللہ تعالیٰ کو وہی بندے پسند ہیں جو خوب پاک صاف رہتے ہیں۔

☆☆☆☆☆☆

مشق

(الف) درج ذیل سوالوں کے جواب دیجیے:

۱۔ نجاست کسے کہتے ہیں؟

۲۔ نجاست کی کتنی قسمیں ہیں؟

۳۔ نجاستِ غلیظہ کی تعریف کیجیے اور مثال بھی دیجیے۔

۴۔ نجاستِ خفیفہ کسے کہتے ہیں اور اس کا کیا حکم ہے؟

۵۔ کن کن چیزوں سے پاکی حاصل کی جاسکتی ہے؟

۶۔ اللہ کو کون پسند ہے؟

(ب) صحیح جوڑے ملایئے:

الف	ب
نجاست غلیظہ	وہ ناپاکی جو آنکھوں سے نظر آتی ہے۔
نجاست	وہ سخت ناپاکی جس کے نجس ہونے میں کوئی شک نہ ہو۔
نجاست حقیقی	وہ ناپاکی جو غلیظہ کے مقابلے میں ذرا ہلکی ہوتی ہے۔
نجاست خفیفہ	پیشاب اور پاخانہ کرنے کے بعد پاکی حاصل کرنے کو کہتے ہیں۔
طبعًا	ناپاکی
استنجاء	فطرتاً

(ج) مناسب الفاظ سے خالی جگہوں کو پُر کیجئے۔

نجاست کی دو............ ہیں۔ وہ ناپاکی .... ہے جو آنکھوں سے نظر آتی ہے۔
سور کی ہر چیز............ ہے۔ استنجاء ہمیشہ............ ہاتھ سے کیجیے۔ ہڈی،......،...... یا لکھے ہوئے کاغذ سے............ نہیں کرنا چاہیے۔ جب ہماری کوئی چیز............ ہو جائے تو اسے فورا .... کر لینا چاہیے۔

(د) مندرجہ ذیل الفاظ کی ضد تحریر کریں۔

نفرت	....
حرام	....
پاکی	....
تکلیف	....
اوجھل	....
پسند	....

(ہ) کچھ کرنے کے کام

ا۔ آپ نے کوئی صفائی مہم چلائی ہو یا اس میں حصہ لیا ہو تو اس کے بارے میں بتائیے۔
۲۔ ہر جمعہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر مسجد کی صفائی کیا کیجئے۔

سبق(۷)

نجاست حکمی

نجاست حکمی

نجاست حکمی وہ ناپاکی ہے جو نظر نہیں آتی ۔لیکن شریعت کا حکم ہونے کی وجہ سے اس کو نجاست تسلیم کر کے اس سے پاکی حاصل کی جاتی ہے۔یعنی اس پر شریعت نے ناپاکی کا حکم لگایا ہے۔ اس کو نجاست شرعی بھی کہتے ہیں۔

نجاست حکمی کو حدث بھی کہتے ہیں۔اس کی دو قسمیں ہیں۔ا۔حدثِ اصغر۲۔حدث اکبر

حدث اصغر

یہ نجاست حکمی کی وہ ہلکی قسم ہے جس میں صرف وضو کرنے سے پاکی حاصل ہو جاتی ہے۔جیسے کوئی شخص پیشاب یا پاخانہ کرے،کسی کی ریاح خارج ہو جائے، بدن سے خون یا پیپ نکل آئے ،ٹیک لگا کر سو جائے یا منہ بھر کر قے آ جائے ،اس طرح کی تمام صورتوں میں انسان ناپاک ہو جاتا ہےاور جب تک وضو نہ کر لے وہ نہ نماز پڑھ سکتا ہےاور نہ اس کے لئے قرآن چھونا درست ہے۔

حدث اکبر

یہ نجاست حکمی کی وہ قسم ہے جس سے پاک ہونے کے لیے شریعت نے غسل کو ضروری قرار دیا ہے۔ غسل کئے بغیر نہ آدمی نماز پڑھ سکتا ہے اور نہ قرآن شریف پڑھ سکتا ہے۔ حدث اصغر سے پاک ہونے کے لئے وضو اور حدث اکبر سے پاک ہونے کے لئے غسل کا شریعت نے حکم دیا ہے۔ لیکن پانی نہ ملنے کی صورت میں یا کسی وجہ سے پانی استعمال نہ کر سکنے کی صورت میں تیمّم سے بھی پا کی حاصل ہو جاتی ہے۔

وضو

نماز کے لئے وضو فرض ہے، چاہے فرض نماز ہو یا نفل نماز ہو۔ اسی طرح نماز جنازہ، سجدۂ تلاوت اور کعبہ کا طواف کرنے کے لئے بھی وضو فرض ہے۔ قرآن پاک چھونے کے لئے وضو کرنا ضروری ہے۔ غسل سے پہلے اور سوتے وقت وضو کرنا سنت ہے۔ ہم کوشش کرتے ہیں کہ ہمیشہ باوضو رہیں۔ کیوں کہ باوضو رہنے کا بہت زیادہ ثواب ہے۔

وضو کے فرائض

وضو میں چار فرض ہیں:

(۱) پیشانی کے بالوں کی جڑ سے ٹھوڑی کے نیچے تک اور ایک کان کی لَو سے دوسرے کان کی لَو تک پورے چہرے کو ایک بار دھونا۔

(۲) دونوں ہاتھوں کو انگلیوں سے لیکر کہنیوں تک ایک بار دھونا۔

(۳) چوتھائی سر کا مسح کرنا۔

(۴) دونوں پیروں کو ٹخنوں تک ایک بار دھونا۔

وضو کی سنتیں

وضو میں پندرہ سنتیں ہیں۔

(۱) نیت کرنا

(۲) بسم اللہ کہہ کر کر وضو شروع کرنا۔

(۳) دونوں ہاتھوں کا گٹوں تک دھونا۔

(۴) منہ میں پانی بھر کر کلی کرنا۔

(۵) مسواک کرنا۔

(۶) ناک میں پانی ڈالنا۔

(۷) ہاتھوں کو انگلیوں کی طرف سے شروع کر کے کہنیوں تک دھونا۔

(۸) ہاتھ پیر کی انگلیوں میں خلال کرنا۔

(۹) پورے سر کا ایک بار مسح کرنا۔

(۱۰) دونوں کانوں کا ایک بار مسح کرنا۔

(۱۱) اعضا دھوتے وقت دائیں عضو سے شروع کرنا۔

(۱۲) ترتیب کا لحاظ رکھنا۔

(۱۳) متواتر کرنا، یعنی ایک عضو دھونے کے بعد دوسرا عضو دھونے میں تاخیر نہ کرنا۔

(۱۴) ہر عضو کو تین بار اچھی طرح دھونا۔

(۱۵) وضو کرنے کے بعد یہ دعا پڑھنا۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِىْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَ اجْعَلْنِىْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ

”اے اللہ مجھے ان لوگوں میں سے بنا دے جو بہت زیادہ توبہ کرتے ہیں اور مجھے ان لوگوں میں سے بنا

دے جو خوب پاک وصاف رہتے ہیں۔''

تیمُّم

اگر ہم کسی ایسی جگہ پر ہوں جہاں پانی میسر نہ آئے یا پانی تو ہو لیکن پانی کے استعمال سے بیمار پڑ جانے یا بیماری بڑھ جانے کا اندیشہ ہو تو ایسی حالت میں ہمارے مہربان رب نے تیمّم کر کے پاک ہونے کا طریقہ بتایا ہے۔ تیمّم پاک مٹی سے پاکی حاصل کرنے کو کہتے ہیں۔ وضو اور غسل کے بجائے تیمّم کر سکتے ہیں اور دونوں کے لئے تیمّم کا ایک ہی طریقہ ہے۔ تیمّم کے بعد وہ تمام کام جائز ہیں جو وضو اور غسل کے بعد کیے جا سکتے ہیں۔

تیمّم کے فرائض

تیمّم میں تین باتیں فرض ہیں:

۱۔ نیت کرنا۔

۲۔ دونوں ہاتھوں کو مٹی پر مار کر چہرے پر ملنا۔

۳۔ پھر دوبارہ ہاتھوں کو مٹی پر مار کر کہنیوں سمیت دونوں ہاتھوں پر ملنا۔ دوسری رائے یہ ہے کہ ایک بار دونوں ہتھیلیاں مٹی پر ماریں اور پھونک مار کر جھاڑ دیں پھر چہرے اور کلائی تک دونوں ہاتھوں پر پھیر لیں۔

تیمّم کا طریقہ

تیمّم کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' کہہ کر اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے، وضو یا غسل جس کے بدلے میں تیمّم کر رہے ہیں اس کی نیت کریں، پھر دونوں ہاتھوں کو ہتھیلیوں کی طرف سے پاک مٹی پر ماریں اور دونوں ہاتھوں کو خوب اچھی طرح اپنے پورے چہرے پر اس طرح پھیر لیں کہ کوئی حصہ باقی نہ رہ جائے۔ پھر دوبارہ دونوں ہاتھوں کو ہتھیلیوں کی طرف سے پاک مٹی پر مار کر، پہلے بائیں ہاتھ کو دائیں ہاتھ پر اور دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر کہنی سمیت اچھی طرح پھیر لیں۔ دوسری رائے کے مطابق ایک

بار دونوں ہتھیلیاں مٹی پر ماریں اور پھونک مار کر جھاڑ دیں پھر چہرے اور کلائی تک دونوں ہاتھوں پر پھیر لیں۔

کن چیزوں سے تیمّم ہوسکتا ہے

اگر پاک مٹی نہ ملے تو پھر وہ چیز جو مٹی کی جنس سے ہو۔ جیسے پتھر، کنکر، ریت، چونا، مٹی کی کچی یا پکی اینٹ، اینٹوں یا پتھروں کی دیوار، مٹی کے برتن وغیرہ سے تیمّم کیا جا سکتا ہے۔ اگر کسی لکڑی، کپڑے یا کسی اور پاک چیز پر گرد لگی ہو تو اس پر ہاتھ مار کر بھی تیمّم کر سکتے ہیں۔ غرض پاک صاف رہنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں بڑی سہولت بخشی ہے۔ اللہ کے اس احسان کا تقاضہ یہ ہے کہ ہم ہر وقت پاک صاف رہنے کی کوشش کریں۔

☆☆☆☆☆

مشق

(الف) درج ذیل سوالوں کے جواب دیجئے۔

۱۔ نجاست حکمی کی تعریف کیجیے۔

۲۔ حدث اصغر کے بارے میں مثال کے ساتھ بتایئے۔

۳۔ حدث اکبر کے بارے میں بتایئے۔

۴۔ وضو کے فرائض تحریر کریں۔

۵۔ غسل کے فرائض لکھیے۔

۶۔ تیمّم کن حالتوں میں کیا جا سکتا ہے؟

۷۔ تیمّم کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

۸۔ پاک مٹی نہ ملنے پر کن چیزوں سے تیمّم کیا جا سکتا ہے؟

(ب) نیچے دی گئی دو فقہی اصطلاحوں میں سے صحیح جواب منتخب کر کے خالی جگہیں پُر کریں۔

۱۔ نجاست حکمی کو.........بھی کہتے ہیں۔ (حدث، نجاست غلیظہ)

۲۔ نجاست حکمی کی وہ ہلکی قسم جس میں صرف وضو یا تیمّم کرنے سے پاکی حاصل ہو جاتی ہے اسے..............کہتے ہیں۔ (حدث اکبر، حدث اصغر)

۳۔ نماز جنازہ اور سجدۂ تلاوت کے لئے وضو..............ہے (فرض، سنت)

۴۔ نجاست حکمی کی.....قسمیں ہیں (چار، تین، دو)

۵۔ غسل سے پہلے اور سوتے وقت وضو کرنا..........ہے (مباح، سنت، فرض)

(ج) مندرجہ ذیل میں سے کون سی چیز وضو اور تیمّم میں سنت اور کون سی فرض ہے؟ اس کو بتانے کے لئے اس کے سامنے (✓) کا نشان لگائیے۔

	سنت ہے	فرض ہے
۱۔ وضو میں مسواک کرنا	....	....
۲۔ وضو میں ترتیب کا لحاظ رکھنا	....	....
۳۔ وضو میں چوتھائی سر کا مسح کرنا۔	....	....
۴۔ وضو میں دونوں پیروں کو ٹخنوں تک ایک بار دھونا۔	....	....
۵۔ ہر عضو کو تین تین بار اچھی طرح دھونا	....	....
۶۔ ہاتھ پیر کی انگلیوں میں خلال کرنا	....	....

۷۔ پورے سر کا ایک بار مسح کرنا۔ ....

۸۔ تیمّم میں نیت کرنا۔ ....

۹۔ دونوں ہاتھوں کو مٹی پر مار کر چہرے پر ملنا۔........................ ....

۱۰۔ کہنیوں سمیت دونوں ہاتھوں پر ملنا۔ ....

(د) نیچے کے جملوں کو غور سے پڑھئے، صحیح جملے کے سامنے (✓) کا نشان لگایئے اور غلط کے سامنے (×) کا نشان لگائیں:

۱۔ نجاست حکمی وہ ناپاکی ہے جو نظر نہیں آتی۔ ( )

۲۔ حدث اکبر سے پاک ہونے کے لئے وضو ضروری ہے۔ ( )

۳۔ نفل نماز کے لئے وضو ضروری نہیں ہے۔ ( )

۴۔ وضو کے چار فرائض ہیں۔ ( )

۵۔ تیمّم کے چار فرائض ہیں۔ ( )

۶۔ غسل اور وضو دونوں کے تیمّم کا ایک ہی طریقہ ہے۔ ( )

۷۔ وضو میں پورے سر کا مسح کرنا فرض ہے۔ ( )

(ہ) کچھ اور کرنے کا کام

۱۔ وضو کے بعد کی دعا اور اس کا ترجمہ یاد کیجیے۔

۲۔ اس سبق کی ضروری باتیں مثلاً وضو کے فرائض، سنتیں، غسل کے فرائض، تیمّم کے فرائض اور غسل و تیمّم کے طریقے زبانی یاد کر لیجئے اور ان کو لکھ کر اپنے درجے میں اور گھر میں آویزاں کیجیے۔

سبق (۸)

ارکان اسلام

اسلام کے معنیٰ اللہ اور اس کے رسولؐ کی فرمانبرداری اور اطاعت کے ہیں۔ اللہ کی اطاعت و بندگی کا طریقہ ہمیں قرآن پاک میں ملتا ہے اور اللہ کے رسولؐ نے ہمیں بتایا ہے۔ اسلام اللہ کا دیا ہوا دین ہے۔ اسلام زندگی گزارنے کا مکمل طریقہ ہے۔ اسی پر چل کر انسان دنیا اور آخرت دونوں میں کامیاب اور کامران ہو سکتا ہے۔

اسلام کے پانچ ارکان ہیں۔ جن کو ہم دین کے بنیادی ستون کہتے ہیں۔ اس کے بغیر دین قائم نہیں ہو سکتا ہے۔ ہم اس سبق میں اسلام کے ان تمام ارکان کے بارے میں اختصار سے جانتے ہیں۔

۱۔ شہادت ۲۔ نماز ۳۔ زکوٰۃ ۴۔ روزہ ۵۔ حج

۱۔ شہادت: اسلام کا سب سے پہلا رکن شہادت ہے۔ شہادت کا مطلب اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں کوئی الہٰ نہیں اور محمدؐ اللہ کے رسول ہیں۔ **اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً رَسُوْلُ اللّٰهِ:** کلمۂ شہادت کو سمجھ کر اس کو صحیح مانتے ہوئے دل سے تصدیق کرنے کے بعد زبان

سے ادا کرنا اسلام کا اہم رکن ہے۔شہادت کے بعد انسان اسلام کے دائرہ میں داخل ہو جاتا ہے۔

۲۔نماز: کلمۂ شہادت کا اقرار کرنے کے بعد سب سے پہلی عبادت جو اس پر فرض ہوتی ہے وہ صلاۃ یعنیٰ نماز ہے۔اسلام میں نماز کی اہمیت پر کافی زور دیا گیا ہے۔نماز ہی ایمان کی علامت بھی ہے۔دن بھر میں پانچ وقت کی نمازیں فرض ہیں (۱) فجر (۲) ظہر (۳) عصر (۴) مغرب (۵) عشاء۔

قیامت کے دن سب سے پہلے نماز کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ پیارے نبیؐ نے فرمایا: جب بچہ سات سال کا ہو جائے تو اس کو نماز کی تعلیم دو۔دس سال کا ہو جائے اور نماز میں سستی کرے تو اسے سزا دو۔مکمل ادب واحترام کے ساتھ نماز کو ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے تا کہ دنیا اور آخرت دونوں جہاں میں کامیابی ملے۔

۳۔زکوٰۃ: زکوٰۃ اسلام کا تیسرا اور اہم رکن ہے۔اس کے معنیٰ مال کو پاک کرنا اور اس کو بڑھانا ہے۔زکوٰۃ ادا کرنے سے انسان کا دل اور مال دونوں پاک ہوتا ہے۔غریب،مسکین،فقیر اور،ضرورت مندوں کی ضرورت بھی پوری ہو جاتی ہے۔سماج میں کوئی بھوکا نہیں رہتا۔معاشرہ سے غربت کا خاتمہ ہو جاتا ہے اور خوشحال معاشرہ وجود میں آتا ہے۔اس لئے مال سے صدقہ وخیرات نکالتے رہنا چاہیئے تا کہ ہم اللہ کا حکم بھی مان لیں ، ہمارے غریب اور مسکین کی مدد بھی ہو جائے اور اللہ ہمارے اس کام سے خوش ہو جائے۔ کیونکہ ہماری زندگی کا مقصد اللہ کی رضا حاصل کرنا ہے۔اس کے بغیر ہم کامیاب نہیں ہو سکتے۔

۴۔روزہ: روزہ اسلام کا چوتھا رکن ہے۔رمضان کے مہینہ میں پورے مہینہ کا روزہ رکھنا ہر عاقل، بالغ،صحت منداور باشعور مرد وعورت پر فرض ہے۔صبح صادق سے غروب آفتاب تک کھانے پینے اور نفسانی خواہشات کو روکے رکھنے کا نام صوم یا روزہ ہے۔یہ انسان کو متقی اور پرہیز گار بناتا ہے۔مسافر اور مریض کے لئے رخصت ہے کہ ان ایام میں روزہ نہ رکھے بلکہ ان کی گنتی رمضان کے علاوہ دوسرے ماہ میں پوری کرے۔اللہ نے روزے کی بڑی فضیلت رکھی ہے۔اللہ روزہ دار کو خود اپنے ہاتھوں سے اجر دے گا۔اللہ کو

روزہ دار کے منہ کی بو مشک سے بھی زیادہ پسند ہے۔طبی لحاظ سے بھی روزہ کے بے شمار فوائد ہیں۔

۵۔**حج:** حج اسلام کا پانچواں رکن ہے۔حج مقررہ ایام میں کیا جاتا ہے۔حج کے اعمال ۸ ذی الحجہ سے لے کر ۱۲ یا ۱۳ ذی الحجہ تک انجام دیے جاتے ہیں۔حج اللہ کے ان مومن بندوں پر زندگی میں ایک بار فرض ہے، جن کو وہاں تک جانے کی استطاعت ہو۔یعنی جو بال بچوں کے اخراجات پورے کرنے کے بعد بیت اللہ تک آنے جانے کے مصارف اٹھا سکتا ہو۔

حج میں احرام باندھنا، بیت اللہ کا طواف کرنا، صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنا، بال کٹوانا، منیٰ میں حاضری دینا، میدان عرفہ میں رکنا، مزدلفہ میں قیام کرنا اور قربانی کرنا وغیرہ شامل ہے۔حج کرنے کے بعد انسان گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے جیسا کہ بچہ آج اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو۔اسلام کے پانچوں ارکان کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔اللہ ہم سب کو اسلام کے ارکان پر چلنے کی توفیق دے آمین۔

☆☆☆☆☆☆

مشق

(الف) درج ذیل سوالوں کے جواب دیجیے:

۱۔ اسلام کا معنی کیا ہے؟

۲۔ اسلام کے کتنے ارکان ہیں؟

۳۔ ارکان اسلام نمبر وار درج کریں۔

۴۔ قیامت میں اللہ سب سے پہلے کس چیز کے بارے میں پوچھے گا؟

۵۔ زکوٰۃ کے معنیٰ کیا ہے؟

۶۔ روزہ کس مہینہ میں کن لوگوں پر فرض ہے؟

۷۔ حج کرنا کن لوگوں پر فرض ہے؟

۸۔ مسافر اور مریض کے لئے روزہ کا کیا حکم ہے؟

(ب) درج ذیل الفاظ کو اپنے جملوں میں استعمال کیجئے۔

ارکان، علامت، شہادت، مشک، غربت، احرام، فرض، عاقل، متقی۔

(ج) خالی جگہوں کو مناسب الفاظ سے پُر کریں۔

حج میں ...... باندھنا، بیت اللہ کا .... کرنا، صفا و مروہ کے درمیان ...... کرنا، بال ......، منیٰ میں ...... دینا، میدان ...... میں رکنا، .... میں قیام کرنا اور .... کرنا وغیرہ شامل ہے۔ حج کرنے کے بعد انسان .... سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے جیسا کہ ...... آج اپنی ماں کے .... سے پیدا ہوا ہو۔ اسلام کے پانچوں ارکان کو .... اہمیت حاصل ہے۔

(د) درج ذیل معلومات صحیح ہیں یا غلط؟ (✓) نشان لگا کر واضح کیجیے۔

	صحیح	غلط
(۱) دن رات میں پانچ وقت کی نماز ہر مسلمان پر فرض ہے۔	....	....
(۲) شہادت کے لئے زبان سے اقرار ضروری نہیں ہے۔	....	....
(۳) روزہ صرف عورتوں پر فرض ہے۔	....	....
(۴) حج مقررہ دنوں میں کیا جاتا ہے۔	....	....

☆☆☆☆☆☆

سبق (۹)

نماز

نماز کی اہمیت

نماز اللہ تعالیٰ کی بندگی کا وہ طریقہ ہے جس میں نمازی اللہ سے سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے اور اللہ سے باتیں کرتا ہے۔ نماز مومن کی معراج ہے۔ قرآن میں کم وبیش سات سو مقامات پر نماز کا ذکر آیا ہے، ان میں سے اسیؔ مقامات پر صریحاً نماز کا حکم دیا گیا ہے۔ تمام عبادتوں میں افضل عبادت نماز ہے۔ نماز اسلام کے پانچ ارکان میں سے ایک اہم رکن ہے۔ اللہ تعالیٰ سے سچی محبت اور فرماں برداری کی علامت نماز ہے۔ نماز نمازی کو برائی اور بے حیائی سے روکتی ہے۔ ظاہری طور پر مومن اور کافر کے درمیان فرق کرنے والی چیز نماز ہی ہے۔ قیامت کے دن سب سے پہلے نماز کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ ہر عاقل، بالغ مسلمان مرد و عورت پر نماز فرض ہے خواہ وہ گھر پر ہو یا سفر میں ہو، بیمار ہو یا صحتمند ہو، امن کی حالت میں ہو یا جنگ کی حالت میں ہو۔ اللہ کے رسول ﷺ کو جب کوئی پریشانی لاحق ہوتی تھی تو نماز میں کھڑے ہو جاتے تھے۔ نبی ﷺ نے فرمایا ''میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔'' جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑ دی اس نے گویا کفر کیا۔ اللہ

نے اپنے ذکر کے لیے نماز قائم کو کرنے کہا ہے۔ مومن کو اس سے دلی سکون ملتا ہے۔ اسی لیے وہ نماز کے وقت کا بڑی شدت سے انتظار کرتا ہے۔ نماز پوری خشیت اور یکسوئی سے ادا کرتا ہے۔ جبکہ نماز منافقین کے لئے بڑا بوجھ ہوتی ہے۔ وہ بے دلی کے ساتھ کسمساتے ہوئے نماز کے لئے جاتے ہیں۔ اللہ نے فرمایا ہے کہ ایسے لوگوں کے لیے ہلاکت و بربادی ہے جو نماز میں سستی کرتے اور دکھاوے کے لیے نماز پڑھتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بچہ سات سال کا ہو جائے تو اسے نماز کی ترغیب دو اور دس سال کا ہو جائے اور نماز نہ پڑھے تو اس کی پٹائی کرو۔ فرشتے جہنمیوں سے عذاب کی وجہ پوچھیں گے تو خود اعتراف کریں گے ''ہم نمازیوں میں سے نہیں تھے''۔ لَمْ نَکُ مِنَ الْمُصَلِّیْنَ.

نماز کے فیوض و برکات

نماز اللہ سے تعلق کو مضبوط کرتی ہے۔ نماز اور صبر کے ذریعہ اللہ کی مدد طلب کی جاتیہے۔ نماز سے دلی سکون اور قلبی مسرت حاصل ہوتی ہے۔ اس کے ذریعہ اللہ گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔ حضرت محمد ﷺ نے فرمایا ''اگر کسی کے دروازے پر نہر گزرتی ہو اور وہ دن میں پانچ بار اس میں نہائے تو کیا اس کے جسم پر کوئی میل کچیل باقی رہ جائے گا''؟ آپؐ کے صحابہؓ نے جواب دیا ''ہرگز نہیں'' آپؐ نے فرمایا ''یہی حال نماز کا ہے، اللہ پاک اس کے ذریعہ گناہوں کو دھوڈالتا ہے''۔

نماز پاکی اور صفائی کا بہترین ذریعہ ہے۔ نماز انسان کے دل میں اللہ کا خوف پیدا کرتی ہے، برائی اور بے حیائی سے روکتی ہے، وقت کی پابندی سکھاتی ہے، اجتماعی زندگی گزارنے کا طریقہ سکھاتی ہے۔ ایک امیر (ذمہ دار) کے پیچھے چلنے کا سبق دیتی ہے، ایک ہی صف میں امیر اور غریب سب ساتھ ساتھ کھڑے ہوتے ہیں جو انسانی مساوات اور برابری کا مثالی نمونہ ہے۔ نماز کے وقت محلے کے لوگوں کو آپس میں بار بار ملنے کا موقع ملتا ہے جس سے محبت بڑھتی ہے، لوگ ایک دوسرے کے دکھ درد میں شریک ہوتے ہیں۔

نماز کے اوقات

نماز پابندیٔ وقت کے ساتھ مسلمانوں پر فرض کی گئی ہے۔ دن اور رات میں اللہ نے کل پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ ہر نماز اپنے صحیح وقت پر پڑھی جانی چاہیے۔ اس لئے ان کے صحیح اوقات کا جاننا انتہائی ضروری ہے۔

فجر: صبح صادق (پو پھٹنے) سے سورج نکلنے تک

ظہر: زوال آفتاب (سورج ڈھلنے) سے عصر کا وقت شروع ہونے تک

عصر: ظہر کا وقت ختم ہونے سے سورج کے غروب ہونے تک

مغرب: سورج کے غروب ہونے سے شفق (سرخی) غائب ہونے تک

عشاء: شفق (سرخی) غائب ہونے سے آدھی رات تک

تین اوقات ایسے ہیں جن میں نماز پڑھنے سے روکا گیا ہے:

۱۔ سورج نکلتے وقت

۲۔ جب سورج سر پر آجائے یعنی نصف النہار کے وقت

۳۔ سورج ڈوبتے وقت

فرض نمازوں کی رکعات:

فجر : دو رکعت فرض

ظہر : چار رکعت فرض

عصر : چار رکعت فرض

مغرب: تین رکعت فرض

عشاء : چار رکعت فرض

وتر کی رکعت کی تعداد کے بارے میں اختلاف ہے۔ کچھ لوگ تین اور کچھ لوگ ایک رکعت کے قائل ہیں۔

مشق

(الف) درج ذیل سوالوں کے جواب دیجیے۔

۱۔ قرآن میں کتنی بار نماز کا ذکر آیا ہے اور کتنی بار صریحاً حکم دیا گیا ہے؟

۲۔ نماز نمازیوں کو کس چیز سے روکتی ہے؟

۳۔ نماز کے پانچ فیوض و برکات بیان کیجیے۔

۴۔ وہ تین اوقات کون کون سے ہیں جن میں نماز پڑھنا منع ہے؟

۵۔ اللہ نے کیسے لوگوں کے لیے ہلاکت و بربادی کا ذکر فرمایا ہے؟

۶۔ رسول اللہ ﷺ پریشانی کے وقت کیا کرتے تھے؟

۷۔ جان بوجھ کر نماز چھوڑنے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے کیا فرمایا ہے؟

۸۔ قرآن مجید نے نماز قائم کرنے والے کو کیا خوشخبری سنائی ہے؟

۹۔ دن رات میں کل کتنے وقت کی نماز فرض ہے؟

۱۰۔ پانچوں اوقات کی فرض نمازوں کی رکعتوں کی تعداد تحریر کیجیے۔

(ب) مناسب الفاظ سے خالی جگہوں کو پُر کیجیے۔

نماز پاکی اور............ کا بہترین...... ہے۔نماز اللہ کا ...... پیدا...... ہے، برائی اور............ سے روکتی ہے، وقت کی ...... سکھاتی ہے، اجتماعی ......گزارنے کا ...... سکھاتی ہے۔ایک امیر (ذمہ دار) کے پیچھے چلنے کا ...... دیتی ہے، ایک ہی صف میں .... سب ساتھ ساتھ کھڑے ہوتے ہیں جو انسانی ....اور برابری کا مثالی نمونہ ہے۔نماز کے ...... محلے کے لوگوں کو آپس میں بار بار ملنے کا ......ملتا ہے جس سے محبت ...... ہے، لوگ ایک دوسرے کے دکھ درد میں............ہوتے ہیں۔

(ج) صحیح جوڑے ملائیے:

نماز	اوقات
فجر	زوالِ آفتاب (سورج ڈھلنے) سے عصر کا وقت شروع ہونے تک
ظہر	سورج کے غروب ہونے سے شفق (سرخی) غائب ہونے تک
عصر	شفق (سرخی) غائب ہونے سے آدھی رات تک
مغرب	صبح صادق (پو پھٹنے) سے سورج نکلنے تک
عشاء	ظہر کا وقت ختم ہونے سے سورج کے غروب ہونے تک

(د) درج ذیل الفاظ کے معانی لکھیئے:

الفاظ	معانی
آفتاب	....
شفق	....
افضل	....
عاقل	....
مسرت	....
مساوات	....
غروب	....

(ہ) مندرجہ ذیل الفاظ کی ضد لکھیں:

الفاظ	ضد
صریح	....

فرماں برداری ....

برائی ....

بیمار ....

مضبوط ....

گناہ ....

اختلاف ....

(و) مندرجہ ذیل الفاظ کو اپنے جملے میں استعمال کریں:

بندگی، معراج، عبادت، کافر، صبر، دکھ درد، فرض، فجر، وتر، سنت

(ز) درجہ کے ساتھیوں سے مل کر وضو اور نماز کے صحیح طریقے سیکھنے و سکھانے کا عمل کریں اور اس کی ایک رپورٹ بنائیں۔

ہدایات: ظہر کی نماز کو اپنے کلاس میں جماعت کے ساتھ استاد کی نگرانی میں ادا کریں۔

سبق(۱۰)

نماز کی اصطلاح

تکبیر تحریمہ: نماز شروع کرتے وقت اللہ اکبر کہنا۔ اس کو تکبیر تحریمہ اس لئے کہتے ہیں کہ اس کے ذریعہ سے بہت سی جائز باتیں حرام کر لی جاتی ہیں، جیسے کھانا پینا، بات چیت کرنا، سلام کا جواب دینا وغیرہ۔

قیام: نماز میں تکبیر تحریمہ کے بعد کچھ دیر سیدھا کھڑا ہونا۔

قرأت: نماز میں قرآن شریف کا کچھ حصہ پڑھنا۔

رکوع: قرأت کے بعد جھکنا۔

سجود: پیشانی، ناک، دونوں ہاتھ، دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں زمین پر ٹیک دینا۔

قعدہ: نماز میں التحیات پڑھنے کے لئے بیٹھنا۔ تین یا چار رکعت والی نماز میں دو قعدے ہوتے ہیں۔ پہلے کو قعدۂ اولیٰ اور دوسرے کو قعدۂ اخیرہ کہتے ہیں، واضح ہو کہ دو رکعت والی نماز میں ایک ہی قعدۂ ہوتا ہے۔

تسمیع: رکوع سے اٹھتے وقت سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہ کہنا۔

تحمید: رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ کہنا۔

تسبیح: رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم اور سجدے میں سُبْحَانَ رَبِّی الْاَعْلٰی کہنا۔

تشہُد: قعدہ میں التحیات پڑھنا۔

قومہ: رکوع سے اٹھ کر سیدھا کھڑا ہونا۔

جلسہ: پہلے سجدہ سے اٹھ کر ذرا اطمینان سے بیٹھنا۔

تعوُّذ: اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْشَیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پڑھنا۔

تَسمیہ: بِسْمِ اللّٰهِ الرّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھنا

سری اور جہری نماز

بعض نمازوں میں امام قرأت زور سے کرتے ہیں اور بعض میں آہستہ۔ جن نمازوں میں قرأت آہستہ سے ہوتی ہے وہ سری نمازیں کہلاتی ہیں، جیسے ظہر اور عصر کی نمازیں اور جن میں قرأت زور سے کی جاتی ہے، وہ جہری نماز کہلاتی ہے، جیسے مغرب، عشاء اور فجر کی نمازیں۔

تعدیلِ ارکان

نماز کے تمام ارکان کو ٹھیک ٹھیک اطمینان کے ساتھ ادا کرنا۔ قومہ میں اتنی دیر کھڑا رہنا اور جلسہ میں اتنی دیر بیٹھنا کہ تمام اعضا اپنی اپنی جگہ اطمینان سے پہنچ جائیں۔

سجدۂ سہو

سجدۂ سہو کے معنی ہیں بھول کا سجدہ۔ نماز میں کوئی ایک یا ایک سے زائد واجب چھوٹ جائے یا فرض کے ادا کرنے میں تاخیر ہو جائے یا قرأت زور سے کرنے کے وقت آہستہ کرے یا آہستہ قرأت کرنے کے موقعے پر زور سے قرأت کردے یا عید کی نماز میں تکبیریں یاد نہ رہیں، اس طرح کی صورتوں میں دو سجدے کرنے سے اس کوتاہی

کی تلافی ہو جاتی ہے۔لیکن اگر کوئی فرض چھوٹ جائے یا قصداً کوئی واجب چھوڑ دیا جائے تو سجدۂ سہو سے تلافی نہ ہوگی، بلکہ نماز دوبارہ پڑھنی ہوگی۔ اگر واجب ترک ہونے سے سجدۂ سہو نہ کیا تب بھی بہتر یہی ہے کہ نماز دوبارہ پڑھی جائے۔

سجدۂ سہو کا طریقہ یہ ہے کہ قعدۂ اخیرہ میں التحیات پڑھ کر دائیں طرف سلام پھیر دے اور فوراً دو سجدے کرے۔پھر التحیات ،درود اور دعا پڑھ کر دونوں طرف سلام پھیرے۔ حدیث میں یہ بھی ہے کہ تشہد، درود اور دعا سے فارغ ہو کر اللہ اکبر کہہ کر دو سجدے کرے اور پھر دونوں طرف سلام پھیرے۔اس لئے بعض لوگ ایسا کرتے ہیں۔امام کے ساتھ مقتدی کے لئے بھی سجدۂ سہو میں شریک ہونا لازمی ہے چاہے مقتدی اس واجب کے ترک میں شریک نہ ہو جس کی وجہ سے امام سجدۂ سہو کر رہا ہے۔

سجدۂ تلاوت

قرآن شریف میں کچھ ایسی آیتیں ہیں جن کے پڑھنے یا سننے سے ایک سجدہ کرنا واجب ہو جاتا ہے۔اس سجدے کو سجدۂ تلاوت کہتے ہیں۔سجدے کی آیت نماز میں پڑھے یا باہر تکبیر کہہ کر سجدہ کرے۔ پورے قرآن شریف میں پندرہ آیتیں ایسی ہیں جن کے پڑھنے یا سننے سے سجدۂ تلاوت کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔بعض لوگوں کے نزدیک چودہ سجدۂ تلاوت ہیں۔

قرآتِ فاتحہ خلف الامام

امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنا۔پیارے رسول ﷺ نے نماز میں سورۂ فاتحہ پڑھنے کی بہت تاکید فرمائی ہے اور فرمایا ’’جو شخص سورۂ فاتحہ نہیں پڑھتا اس کی نماز ہی نہیں ہوتی‘‘۔اس لئے بعض حضرات امام کے پیچھے بھی سورۂ فاتحہ پڑھنا ضروری قرار دیتے ہیں۔لیکن امام ابو حنیفہؒ امام کے پیچھے مقتدی کو سورہ فاتحہ پڑھنے سے روکتے ہیں،اس لئے کہ ان کے نزدیک امام کا پڑھنا سب مقتدی کی طرف سے کافی ہو جاتا ہے۔

رفع یدین

مونڈھوں یا کانوں تک ہاتھوں کو اٹھانا رفعِ یدین کہلاتا ہے۔حدیث کی کتابوں میں ہے کہ پیارے رسولؐ جب نماز شروع فرماتے ،رکوع میں جاتے یا اٹھتے تو رفع یدین فرماتے تھے۔اس لئے بعض حضرات رکوع میں جاتے اور اٹھتے وقت رفع یدین کرتے ہیں اور تیسری رکعت کے لئے کھڑے ہوتے وقت بھی رفع یدین کرتے ہیں۔یعنی مونڈھوں تک یا کانوں تک ہاتھ اٹھاتے ہیں۔لیکن بہت سے علماء اس کو سنت نہیں مانتے وہ کہتے ہیں کہ اوّل اوّل تو کچھ عرصہ آپ ﷺ نے یہ فعل کیا۔لیکن پھر آپ ﷺ کا معمول یہ تھا کہ صرف تکبیر تحریمہ کے لئے ہاتھ اٹھاتے اس کے علاوہ نہ اٹھاتے تھے۔مؤطا اور ابوداؤد وغیرہ میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا۔’’میں تمہیں نبی ﷺ کی نماز پڑھ کر دکھاتا ہوں۔‘‘ پھر انہوں نے نماز پڑھی اور صرف شروع میں ایک مرتبہ رفع یدین کیا۔

آمین بالجہر

زور سے آمین کہنا۔ پیارے رسول ﷺ نے فرمایا جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو۔مغرب عشاء اور فجر کی نمازوں میں سورہ فاتحہ کے بعد جب امام آمین کہے تو مقتدی بھی زور سے آمین کہے۔یہ سنت ہے لیکن اتنی زور سے نہیں کہ شور ہونے لگے۔اسی کو آمین بالجہر کہتے ہیں۔لیکن اکثر لوگ آمین آہستہ ہی سے کہنے کو سنت کہتے ہیں۔

سُترہ

نمازی کے آگے سے گزرنا گناہ ہے۔اس لئے نمازی کو اپنے سامنے کوئی لکڑی وغیرہ کھڑی کر لینی چاہیے، اسی کو سترہ کہتے ہیں۔پیارے رسولؐ جب عیدگاہ تشریف لے جاتے تو اپنے آگے برچھی کھڑی کر لیتے تھے۔

مشق

(الف) درج ذیل سوالوں کے جواب دیجئے۔

۱۔ نماز شروع کرتے وقت جو تکبیر کہی جاتی ہے اسے تکبیر تحریمہ کیوں کہتے ہیں؟

۲۔ ''قرأت فاتحہ خلف الامام'' کا کیا مطلب ہوتا ہے؟

۳۔ سجدۂ سہو کب کیا جاتا ہے؟

۴۔ سجدۂ سہو کا طریقہ کیا ہے؟

۵۔ آمین بالجہر کیا ہے؟

۶۔ سُترہ کسے کہتے ہیں؟

(ب) درج ذیل اصطلاحوں کی تشریح کیجیے۔

تعدیل ارکان، سجدۂ سہو، رفعِ یدین، سجدۂ تلاوت

(ج) صحیح جوڑے ملایئے:

الف	ب
نماز میں قرآن شریف کا کچھ حصہ پڑھنا۔	قعدہ
پیشانی، ناک، دونوں ہاتھ، دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں زمین پر ٹیک دینا۔	تشہد
نماز میں تکبیر تحریمہ کے بعد کچھ دیر سیدھا کھڑا ہونا۔	سجدہ
قعدہ میں التحیات پڑھنا۔	قرأت
نماز میں التحیات پڑھنے کے لئے بیٹھنا۔	جلسہ
رکوع سے اٹھ کر سیدھا کھڑا ہونا۔	قومہ

قرأت کے بعد جھکنا۔	قیام
پہلے سجدے سے اٹھ کر اطمینان سے ذرا بیٹھنا	رکوع

(د) درج ذیل معلومات صحیح ہیں یا غلط؟ صحیح کے سامنے (✓) نشان اور غلط کے سامنے (×) لگائیں

	صحیح	غلط
(۱) تین رکعت والی نماز میں ایک قعدہ ہوتا ہے	....	....
(۲) چار رکعت والی نماز میں دو قعدے ہوتے ہیں پہلے کو قعدۂ اولیٰ اور دوسرے کو قعدۂ اخیرہ کہتے ہیں۔	....	....
(۳) جن نمازوں میں امام زور سے قرأت کرتے ہیں، انہیں سرّی نماز کہتے ہیں۔	....	....

(ہ) آپ اپنی مسجد کے امام کے ساتھ مل کر لوگوں کو مسجد لانے کا ایک منصوبہ تیار کریں۔

سبق (۱۱)

نماز کے اذکار

نماز کی حقیقت کو جو سمجھ لیتا ہے، اس کا دل ہمیشہ نماز کی طرف لگا رہتا ہے۔ پیارے رسول ﷺ نے فرمایا ہے ''نماز مومنوں کی معراج ہے'' معراج میں آپ ؐ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے پاس بلا کر آپ ؐ سے باتیں کی۔ ہم جب نماز پڑھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑے ہو کر اس سے مناجات کرتے ہیں، اس کے سامنے اپنی ضرورتیں رکھتے ہیں اور اس سے مانگتے ہیں۔ ہم نماز میں جو کچھ پڑھتے ہیں۔ وہ رسول اللہ ؐ کے بتائے اور سکھائے ہوئے طریقہ کے مطابق پڑھتے ہیں۔ ہم کوشش کرتے ہیں کہ نماز کے طریقہ کو اور اس کے اذکار کو اچھی طرح سمجھ لیں۔ تاکہ اپنے رب کے سامنے کھڑے ہو کر اپنے رب سے جو کچھ بھی باتیں کریں، اللہ سے جو کچھ بھی مانگیں، اس کی بندگی اور فرماں برداری کے جو وعدے کریں وہ اچھی طرح سوچ سمجھ کر کریں اور جو کچھ بھی مانگیں سوچ سمجھ کر مانگیں۔

نماز کے لئے بدن، کپڑے اور جگہ کا پاک ہونا ضروری ہے۔ ہم نماز کے لئے قبلہ کی طرف رخ کر کے

کھڑے ہوتے ہیں۔سب سے پہلے نیت کر کے تکبیر تحریمہ کہتے ہوئے دونوں ہاتھ مونڈھوں یا کان تک اٹھاتے ہیں۔ پھر دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کی کلائی یا بازو پر رکھتے ہیں۔نماز میں ہم جو کچھ پڑھتے اور کرتے ہیں اسے بالترتیب لکھا جا رہا ہے۔

ثنا

ہاتھ باندھنے کے بعد ثنا پڑھتے ہیں۔ نبیؐ سے اس بارے میں سات دعائیں ثابت ہیں۔ان میں سے دو یہ ہیں:

سُبحَانَکَ اللّٰھمَّ وَ بِحَمْدِکَ وَ تَبَارَکَ اسْمُکَ وَ تَعَالیٰ جَدُّکَ وَ لَا اِلٰہَ غَیْرُک

''اے اللہ! تو پاک ہے اور میں تیری حمد و ثنا کرتا ہوں۔تیرا نام بابرکت ہے، تیری عظمت و بزرگی بلند ہے اور تیرے سواء کوئی معبود نہیں۔''

دوسری دعا

اَللّٰھُمَّ بَاعِدْ بَیْنِیْ وَ بَیْنَ خَطَایَایَ کَمَا بَاعَدْتَّ بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ. اَللّٰھُمَّ نَقِّنِیْ مِن خَطَایَایَ کَمَا یُنَقَّی الثّوْبُ الْاَبْیَضُ مِنْ الدّنَسِ. اَللّٰھُمَّ اغسِلْ خَطَایَایَ بِالْمآءِ وَ الثّلْجِ وَالْبرْدِ

''اے اللہ! تو میرے اور میرے گناہوں کے درمیان دوری ڈال دے جیسا کہ تو نے مشرق اور مغرب کے درمیان دوری ڈال دی ہے۔اے اللہ! تو مجھے میرے گناہوں سے اس طرح پاک کر دے، جس طرح سفید کپڑا اسے میل کچیل صاف کیا جاتا ہے۔اے اللہ! میرے گناہوں کو برف، پانی، اولوں سے دھو دے۔''

پھر سورۃ فاتحہ پڑھنے سے پہلے تعوذ و تسمیہ پڑھتے ہیں۔

تَعَوُّذ

اَعوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَیْطَانِ الرَّجِیْم

''میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کی شیطان مردود سے جو دھتکارا ہوا ہے۔''

تسمیہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

''اللہ کے نام سے جو رحمٰن ورحیم ہے۔''

سورۂ فاتحہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ. اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ. اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ. اِھدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ. صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ. غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَ الضَّآلِّیْنَ. (اٰمِیْنَ)

''تعریف اللہ ہی کے لئے ہے، جو تمام کائنات کا رب ہے، رحمٰن اور رحیم ہے، روز جزا کا مالک ہے، ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں، ہمیں سیدھا راستہ دکھا، ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام فرمایا، جو معتوب نہیں، جو بھٹکے ہوئے نہیں ہیں۔''

سورۃ فاتحہ کے بعد چند آیات یا قرآن کی کوئی سورۃ پڑھتے ہیں۔

رکوع کی تسبیح

سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ

''پاک ہے میرا پروردگار عظمت والا۔''

رکوع سے اٹھنے کی دعا

سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہ

''اللہ نے اس کی سن لی جس نے اس کی تعریف کی۔''

قَومے کی تحمید

رَبَّنَا لَکَ الْحَمْد حَمَداً کثیراً طیِّباً مُبَارَکاً فِیْہِ ''اے ہمارے رب تیری ہی حمد ہے، تیرا بہت بہت

شکر ہے، پاک ہے میرا پروردگار رب سے برکت والا۔"

سجدے کی تسبیح

سُبْحَانَ رَبّیَ الْاَعْلیٰ "پاک ہے میرا پروردگار رب سے اونچے مرتبے والا۔"

جلسے کی دعا

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ وَ ارْحَمْنِیْ وَاهْدِنِیْ وَ عَافِنِیْ وَ ارْزُقْنِی

"اے اللہ مجھے بخش دے، مجھ پر رحم فرما، مجھے سیدھی راہ پر چلا، مجھے صحت وسلامتی دے اور مجھے روزی عطا کر۔"

تشہّد

اَلتَّحِیّاتُ لِلّٰهِ وَ الصَّلوٰةُ وَ الطَّیِّبَاتُ السَّلاَمُ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُه. السَّلاَمُ عَلَیْنَا وَعَلیٰ عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِیْنَ. اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلّااللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُه وَرَسُوْلُه .

"ہماری سلامیاں، ہماری نمازیں اور ساری پاکیزہ باتیں اللہ کے لئے ہیں۔ اے نبی ﷺ آپ پر سلام اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں۔ سلامتی ہو ہم پر اور اللہ کے سب نیک بندوں پر، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں"

دُرُود شریف

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍوَّ عَلیٰ اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَاصَلَّیْتَ عَلیٰ اِبْرَاهِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِکْ عَلیٰ مُحَمَّدٍوَّ عَلیٰ اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلیٰ اِبْرَاهِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْم اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ.

"اے اللہ! حضرت محمد ﷺ پر اور آپ ؐ کی آل پر رحمت نازل فرما جس طرح تو نے حضرت ابراہیمؑ پر اور ان

کی آل پر رحمت نازل فرمائی ۔ بے شک تو ہی تعریف کے لائق ہے اور حقیقی بڑائی والا ہے، اے اللہ! حضرت محمد ﷺ اور آپ ؐ کی آل پر برکت عطا فرما جیسی تو نے حضرت ابراہیمؑ اور ان کی آل پر برکت عطا فرمائی، بے شک تو ہی تعریف کے لائق ہے اور حقیقی بڑائی والا ہے ۔''

درود کے بعد کی دعا

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیِ ظُلْماً کثیراً وَ لا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْلِیْ مَغْفِرَۃً مِنْ عِنْدِکَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّکَ اَنْتَ اَلْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ.

''اے اللہ! میں نے اپنی جان پر ظلم کیا، بہت ہی زیادہ ظلم، تیرے سوا کوئی نہیں جو گناہ بخش دے، پس تو میرے گناہوں کو بخش دے، اپنی خاص بخشش سے اور مجھ پر رحم فرما۔ بے شک تو بہت زیادہ معاف فرمانے والا اور بہت ہی زیادہ رحم فرمانے والا ہے۔''

سلام

السّلامُ عَلَیْکُمْ وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ ''سلام ہو تم پر اور اللہ کی رحمت ہو۔''

سلام پھیرنے کے بعد تین بار '' استغفر اللہ'' یعنی میں اللہ کی مغفرت چاہتا ہوں کہے اور پھر یہ دعا پڑھے۔اس طرح پڑھنا مسنون ہے۔

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ و مِنْکَ السَّلَامُ تبارَکْتَ یاَ ذَالْجَلالِ وَ الْاِکْرَامِ.

''اے اللہ! تیری ذات سلامتی کا سرچشمہ ہے تیری ہی طرف سے ہر ایک کو سلامتی ملتی ہے اور اے بڑائی والے اور احسان کرنے والے تیری ذات ہی بابرکت ہے۔''

دعائے قنوت

اَللّٰھُمَّ إِنّا نَسْتَعِینُکَ وَ نَسْتَغْفِرُکَ وَ نُوْمِنُ بِکَ وَ نَتَوَکَّلُ عَلَیْکَ وَ نُثْنِیْ عَلَیْکَ الْخَیْرَ وَ نَشْکُرُکَ وَ لا نَکْفُرُکَ وَ نَخْلَعُ وَ نَتْرُکَ مَنْ یَفْجُرُکَ اَللّٰھُمَّ إِیّاکَ نَعْبُدُ وَ لَکَ

نُصَلّی وَ نَسْجُدُ وَ إِلَیْکَ نَسْعی وَ نَحْفِدُ وَ نَرْجوُ رَحْمَتَکَ وَ نَخْشی عَذابَکَ إِنَّ عَذَابَکَ بِالْکُفَّارِ مُلْحِقْ.

ترجمہ:۔ ''اے اللہ بے شک ہم تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں اور تجھ سے ہی بخشش طلب کرتے ہیں، تجھ پر ایمان رکھتے ہیں، تجھ پر بھروسہ کرتے ہیں اور ہم تیری حمد وثنا کرتے ہیں، تیرا شکر ادا کرتے ہیں اور تیری ناشکری نہیں کرتے۔ہم اس شخص سے الگ ہو جائیں گے جو تیری نافرمانی کرے گا۔اے اللہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تیرے ہی لئے نماز پڑھتے ہیں اور تجھ کو ہی سجدہ کرتے ہیں اور تیری ہی طرف لپکتے ہیں اور خدمت کے لئے حاضر ہوتے ہیں اور تیری ہی رحمت کی امید کرتے ہیں اور تیرے ہی عذاب سے ڈرتے ہیں بے شک تیرا عذاب کافروں کو ملنے والا ہے۔''

مشق

(الف) درج ذیل سوالوں کے جواب دیجئے۔

ا۔ نماز کی حقیقت سمجھ لینے والے کی کیفیت کیا ہوتی ہے؟

۲۔ ''نماز مومنوں کی معراج'' کیوں ہے۔

۳۔ تعوّذ، تسمیہ اور رکوع کی تسبیح کے کلمات اور ان کا ترجمہ لکھیے۔

۴۔ 'جلسہ' کی دعا میں کیا باتیں بتائی گئی ہیں؟

۵۔ ہم درود شریف میں اللہ سے کس پر رحمت بھیجنے کی دعا کرتے ہیں؟

(ب) درج ذیل الفاظ کے معنیٰ لکھیئے

مناجات	....
اَکْبَرُ	....
سُبْحَانَ	....
رَبِّیَ	....
اَلاَعْلیٰ	....

(ج) مناسب الفاظ سے خالی جگہوں کو پُر کیجئے:

تمام تعریف وشکر......ہی کے لئے ہے، جو............ ہے سارے جہاں کا جو نہایت جوش وخروش سے ......فرماتا ہے اور......رحم فرماتا رہتا ہے۔ جزا کے دن کا............ ہے۔ ہم تیری ہی............کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد...... ہیں۔ ہم کو............ راستہ دکھا اور اس پر جما، ان لوگوں کا............جن پر تو نے...... فرمایا۔ ان لوگوں کا راستہ نہیں جن پر تیرا......نازل ہوا اور نہ ان لوگوں کا وراستہ جو............سے بھٹک گئے۔

ہدایات:

۱۔ اساتذہ طلبہ وطالبات کو نماز کی عملی مشق کرائیں۔

۲۔ دعائے قنوت کے میں بارے اختصار سے بتائیں۔

سبق (۱۲)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مکّی دور

اللہ نے انسانوں کی ہدایت کے لئے کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی اور رسول بھیجے۔ سب سے اخیر میں ساری دنیا کے انسانوں کی ہدایت کے لئے حضرت محمد ﷺ کو بھیجا۔ اب آپؐ کے بعد کوئی رسول یا نبی نہیں آئیگا۔ اللہ نے آپؐ پر اپنی آخری کتاب ہدایت قرآن نازل کیا۔ اس کی حفاظت کا خود ذمہ لیا۔ پیارے نبیؐ نے لوگوں کو قرآن کی تعلیم دی، اس پر عمل کر کے دیکھایا۔ آپؐ قرآن کی چلتی پھرتی تصویر تھے۔ آپؐ کی اطاعت وفرماں برداری اللہ کی اطاعت وفرماں برداری ہے۔

خاندان

حضرت محمدؐ کے والد بزرگوار کا نام عبداللہ اور دادا کا نام عبدالمطلب تھا۔ آپؐ کا سلسلہ نسب حضرت اسماعیل بن حضرت ابراہیم علیہما السلام سے جا کر ملتا ہے۔ آپؐ عرب کے معزز وممتاز خاندان قریش سے تعلق رکھتے تھے۔ جو خانہ کعبہ کا متولی بھی تھا۔

پیدائش

پیارے نبیؐ کی پیدائش سے پہلے دنیا پوری طرح اندھیرے کا شکار تھی۔ ہر طرف ظلم وفساد کا بول بالا تھا۔انسان انسان کا خدا بنا بیٹھا تھا۔ظلم، ناانصافی، چوری، قتل اور زنا عام تھا۔عورت پر ظلم کا پہاڑ توڑا جاتا تھا، اس کے ساتھ غیرانسانی سلوک کیا جاتا تھا اور بچیوں کو زندہ زمین میں گاڑ دیا جاتا تھا۔دنیا شرک و بت پرستی اور اوہام و خرافات میں مبتلا تھی۔غرض پوری دنیا ہلاکت کے کنارے کھڑی تھی۔ایسے میں رحمت للعالمینؐ تشریف لائے۔آپؐ کی پیدائش ۹ ربیع الاوّل ۲۰ اپریل ۵۷۱ءکو پیر کے دن صبح سویرے مکہ میں ہوئی۔کچھ لوگوں کی رائے میں پیدائش کی تاریخ ۱۲ ربیع الاوّل ہے۔ پیدائش کے بعد آپؐ کی والدہ محترمہ حضرت آمنہ نے آپؐ کا نام محمد رکھا اور دادا نے احمد رکھا۔

پرورش

آپؐ کو سب سے پہلے آپؐ کی والدہ ماجدہ بی بی آمنہ نے دودھ پلایا، اس کے بعد ابولہب کی لونڈی ثوبیہ نے اور پھر بی بی حلیمہ سعدیہ نے دودھ پلایا۔اس وقت کے رواج کے مطابق شہر کے بڑے لوگ اپنے بچوں کو دودھ پلوانے اور پرورش کے لئے شہر سے باہر دیہاتوں میں بھیج دیا کرتے تھے، جہاں قدرتی فضا اور ماحول میں بچے کی پرورش ہو سکے۔دیہاتی ماحول میں بچے زیادہ صحت منداور تندرست اور توانا ہوں۔فصیح عربی زبان کو اچھے سے سیکھ سکیں۔آپؐ کی پرورش اور دودھ پلانے کا سنہرا موقع دائی بی بی حلیمہ سعدیہ کو ملا۔اسی لئے ہم بی بی حلیمہ سعدیہ کو آپؐ کی رضاعی ماں کہتے ہیں۔

اس وقت کافی قحط سالی تھی جب حلیمہ سعدیہ اپنے گھر والوں کے ساتھ شیر خوار بچے کی تلاش میں اپنی گدھی پر سوار نکلی جو بہت کمزور تھی اور ایک اونٹی تھی جس کے تھنوں میں دودھ نہیں آتا تھا۔دائی حلیمہ کے بچے بھی بھوک کی وجہ سے روتے اور بلکتے رہتے تھے۔وہ مکہ سب کے بعد پہنچیں۔حضرت محمدﷺ کو یتیم ہونے کی وجہ سے کسی نے نہیں لیا تھا۔کیونکہ ان سب کی سوچ تھی کہ یتیم کے یہاں سے زیادہ کچھ نہیں ملے گا۔قافلہ کی واپسی کا

وقت بھی آچکا تھا اور بی بی حلیمہ سعدیہ کو دیر ہونے کی وجہ سے کوئی بچہ نہیں ملا تھا۔ وہ خالی ہاتھ واپس نہیں جانا چاہ رہی تھیں۔اسی لئے انہوں نے آپؐ کو رضاعت و پرورش کے لئے لے لیا۔اللہ کا فضل واحسان دیکھیں کہ آپؐ کو لیتے ہی خوشحالی آ گئی وہی اونٹنی جس کے لئے ایک قدم چلنا بھی دشوار تھا،اب سب سے آگے چلی جا رہی ہے۔جو بچے بھوک سے روتے تھے اب شکم سیر ہو جاتے ہیں۔دو سال کے بعد دائی حلیمہ آپؐ کو واپس لائیں۔ اس زمانے میں مکہ میں کوئی بیماری پھیلی ہوئی تھی۔اسی لئے والدہ ماجدہ نے پھر واپس دیہات بھیج دیا۔ جہاں آپؐ تقریباً چھ سال کی عمر تک رہے۔

جب آپؐ چھ سال کے ہوگئے،آپؐ کی والدہ آپؐ کو لے کر مدینہ گئیں۔والد ماجد کا انتقال آپؐ کی ولادت سے قبل ہو گیا تھا۔واپسی میں ''ابوا'' کے مقام پر والدہ بھی اس دار فانی سے کوچ کر گئیں۔امِّ ایمنؓ جو ہمراہ تھیں آپؐ کو مکہ لائیں۔والدہ کے انتقال کے بعد دادا عبدالمطلب نے آپؐ کی پرورش کی۔جب آٹھ سال کے ہوئے تو دادا جان کا بھی انتقال ہو گیا۔اسکے بعد آپؐ کے چچا ابو طالب نے آپؐ کی پرورش کا ذمہ اپنے سر لیا۔

جب آپؐ بارہ سال کے ہوئے تو چچا ابو طالب تجارت کے لئے شام جا رہے تھے۔آپؐ نے ساتھ جانا چاہا تو انہوں نے آپؐ کو ساتھ لے لیا۔جب بصریٰ پہنچے تو وہاں بحیرہ راہب نے آپؐ کو پہچان لیا اور ابو طالب سے کہا کہ اس کو آگے ساتھ نہ لے جاؤ کیوں کہ یہود سے خطرہ ہے۔چنانچہ آپؐ کو وہیں سے بعض غلاموں کے ساتھ واپس کر دیا۔

تجارت

جب آپؐ جوانی کی عمر کو پہنچے تو روزی حاصل کرنے کے لئے تو کچھ قیراط کے بدلے مکہ والے کی بکریاں چرایا کرتے تھے۔اس عمر میں بھی اللہ پاک نے آپؐ کو کھیل تماشہ اور لغو کاموں سے محفوظ رکھا۔پھر آپؐ نے تجارت شروع کر دی۔آپؐ کی سچائی،راست بازی،امانت داری اور حسن اخلاق کا چرچہ پورے مکہ

میں تھا۔حضرت خدیجہؓ ایک باعزت اور مالدار تاجر خاتون تھیں۔لوگوں کو اپنا مال تجارت کے لئے دیتی تھیں۔ جب انہیں آپؐ کی خوبیوں کا علم ہوا تو پیش کش کی کہ ان کا مال تجارت کے لئے لیکر شام جائیں۔وہ جو دوسرے تاجر کو دیتی ہیں اس سے بہتر آپ کو دیں گی۔جس کو آپؐ نے قبول فرمالیا۔سفر میں ان کا غلام میسرہ بھی ساتھ تھا۔

شادی

تجارتی معاملات آپؐ نے بہت محنت اور امانت داری سے ادا کئے۔اللہ نے تجارت میں بڑی برکت دی۔ان کے غلام میسرہ نے آپؐ کی نرم اور میٹھی بات چیت،اعلیٰ اخلاق اور ایمانداری کا آنکھوں دیکھا حال بتایا۔حضرت خدیجہؓ آپؐ کی امانت داری سے کافی متاثر ہوئیں۔اپنی ایک سہیلی نفیسہ بنت منبہ کے ذریعہ نکاح کی پیش کش کیں۔آپؐ راضی ہو گئے اور اپنے چچا سے اس معاملے میں بات کی۔انہوں نے حضرت خدیجہؓ کے چچا سے بات کی اور شادی کا پیغام دیا۔دونوں رشتۂ ازدواج میں بندھ گئے۔اس وقت حضور پاکؐ کی عمر پچیس سال اور حضرت خدیجہؓ کی چالیس سال تھی۔

کعبہ کی تعمیر

کعبہ وہ پہلا گھر ہے جس کو صرف اللہ کی عبادت کے لئے بنایا گیا۔اس کو حضرت ابراہیمؑ و اسماعیلؑ نے بنایا۔زمانہ گزرتا گیا طوفانوں کی وجہ سے اس گھر کی دیواریں اور بھی کمزور ہوگئیں۔اسی لئے قریش نے ارادہ کیا کہ اس کی ازسرنو تعمیر کی جائے۔تعمیر کرتے ہوئے جب اس جگہ تک پہنچے جہاں ''حجرِ اسود'' (کالا پتھر) کو دیوار میں لگانا تھا تو ان کے درمیان یہ جھگڑا کھڑا ہوا کہ حجر اسود کو اس کی جگہ رکھنے کا شرف کسے حاصل ہو۔ ہر شخص کی خواہش تھی کہ یہ شرف اس کو ملے۔اس بات پر جھگڑا بڑھتا گیا،نوبت خون خرابہ تک آن پہنچی۔اسی وقت ابوامیہ مخزومی نے ایک تجویز پیش کی کہ کل صبح مسجد حرام کے دروازے سے سب سے پہلے داخل ہونے والا شخص اس معاملہ کا فیصلہ کرے گا۔تمام سرداران قریش اس بات پر متفق ہو گئے۔اگلے روز سب سے پہلے وہاں داخل ہونے والے آپؐ تھے۔تمام لوگوں نے جب حضور پاکؐ کو دیکھا تو پکار اٹھے۔یہ تو محمد ہیں۔امین

ہیں، صادق ہیں ہم ان کے فیصلے پر راضی ہیں۔

حضور پاکؐ نے ایک بڑی سی چادر منگوائی۔ حجر اسود کو اس پر رکھا۔ تمام قبیلے کے سرداروں سے کہا ان میں سے ہر ایک چادر کے کونے کو پکڑ لے۔ سب مل کر حجر اسود کو وہاں تک لے گئے جہاں اس کو نصب کرنا تھا۔ اس کے بعد آپؐ نے حجر اسود کو اٹھا کر اس کی جگہ دیوار میں لگا دیا۔ اس طرح سارے قبیلے کو اس میں شرکت کا موقع مل گیا اور لڑائی جھگڑا کی نوبت نہ آئی۔ یہ آپؐ کی حسن تدبیر کی وجہ سے ہوا۔

وحی کا نزول

مکہ میں آپؐ نہایت پاکیزہ زندگی گذارتے رہے۔ عمر جب چالیس کے قریب پہونچی تو آپؐ کو تنہائی اچھی لگنے لگی۔ آپؐ ستو اور کھانے پینے کی کچھ چیزیں لیکر غار حرا میں چلے جاتے۔ وہاں سے آنے جانے والے مسکینوں کو کھانا کھلاتے، کائنات پر غور کرتے اور اللہ کی عبادت کرتے۔ ایسے ہی ایک موقع پر جب آپؐ غار حرا میں تھے، آپؐ پر وحی نازل ہوئی۔ اللہ کے فرشتے حضرت جبرئیلؑ نے آپؐ کے پاس آ کر کہا ''پڑھو'' آپؐ نے کہا ''میں تو پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ آپؐ فرماتے ہیں کہ ''اس بات پر فرشتے نے مجھے پکڑ کر زور سے بھینچا کہ میری قوت ختم ہونے لگی''، پھر اس نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا ''پڑھو'' میں نے پھر وہی جواب دیا۔ اس

نے دوبارہ اسی طرح مجھے پکڑ کر زور سے بھینچا اور تیسری بار کہا پڑھو:

اِقْـرَاْ بِـاسْـمِ رَبِّکَ الَّـذِیْ خـلَـقَ (۱) خَـلَـقَ الْاِنْسَـانَ مِـنْ عَـلَـق(۲) اِقْـرَاْ وَ رَبُّکَ الْاَکْرَمُ (۳) الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقلَمَ (۴) عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ (۵) (العلق: ۱۔۵)

اس وقت سورہ العلق کی یہ ابتدائی پانچ آیات نازل ہوئیں۔آپؐ گھبرا کر گھر واپس آئے حضرت خدیجہؓ سے کہا ''مجھے اڑھاؤ، مجھے اڑھاؤ'' جب آپؐ سے خوف دور ہو گیا تو بیوی سے سارا واقعہ بیان کیا۔ خوف واندیشہ کا اظہار کیا۔کہا مجھے اپنی جان کا خوف ہے۔حضرت خدیجہؓ نے آپؐ کو تسلی دیتے ہو کہا۔''ہرگز نہیں اللہ کی قسم! اللہ آپؐ کو کبھی رسوا نہ کرے گا، آپ رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرتے ہیں، بے سہارا لوگوں کو سہارا دیتے ہیں، نادار لوگوں کی مدد کرتے ہیں، مہمان نوازی کرتے ہیں اور نیک کاموں میں مدد کرتے ہیں۔ پھر حضرت خدیجہؓ آپؐ کو لے کر اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل بن اسد بن عبد العزی کے پاس گئیں۔حضرت خدیجہؓ نے ان سے کہا: بھائی جان ذرا بھتیجے کا قصہ سن لیجیے۔رسولؐ نے جو دیکھا تھا وہ سب بیان کر دیا۔ورقہ نے کہا: ''یہ وہی ناموس ہے جو حضرت موسیٰؑ پر نازل ہوا تھا۔کاش میں اس وقت زندہ ہوتا جب کہ آپؐ کی قوم آپؐ کو نکال دے گی۔رسولؐ نے فرمایا: کیا میری قوم مجھے نکال دے گی؟ ورقہ نے کہا ہاں: کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کوئی شخص وہ چیز لے کر آئے جو آپ لے کر آئے اور اس سے دشمنی نہ کی گئی ہو۔اگر میں نے آپؐ کا وہ زمانہ پایا تو میں آپؐ کی ضرور مدد کروں گا۔پھر کچھ دن بعد ان کا انتقال ہو گیا۔اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو نبوت سے سرفراز کیا۔

دعوت و تبلیغ

ایک وقفہ کے بعد فرشتہ پھر وحی لیکر آیا جس میں تبلیغ کا حکم دیا گیا تھا۔اس کے بعد آپؐ نے دعوتی کام کا آغاز کیا۔دعوت کا پہلا مرحلہ انفرادی اور خاموش دعوت کا تھا۔جو تین سالوں تک مسلسل چلتا رہا۔اس کے

بعد مکہ میں کھلم کھلا دعوت کا م شروع ہوا جو دس نبوی تک چلتا رہا۔ پھر مکہ کے باہر دعوتی کام شروع ہوا۔ آپ ؐ لوگوں کو صرف ایک اللہ کی طرف بلاتے اور صرف اسی کی عبادت کا حکم دیتے۔ جس کی وجہ سے مکہ کے مشرکین آپ ؐ کے مخالف ہو گئے۔

اس دعوت کے نتیجے میں سب سے پہلے عورتوں میں حضرت خدیجہؓ ایمان لائیں، مردوں میں سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیقؓ، بچوں میں حضرت علیؓ اور غلاموں میں سب سے پہلے حضرت زید بن ثابتؓ ایمان لائے۔ پھر یہ تعداد بڑھتی گئی۔

ہجرت حبشہ

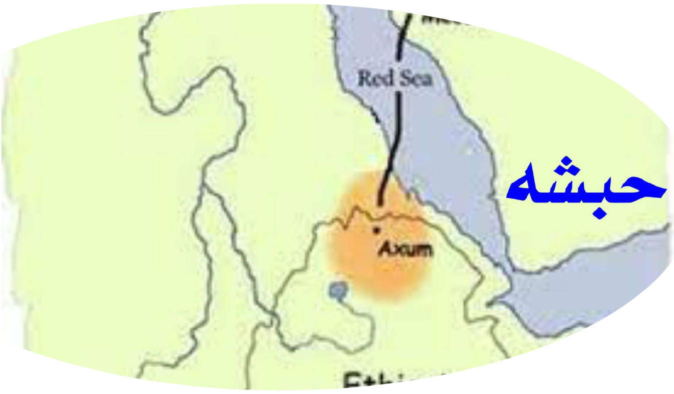

آپ ؐ کو دعوت کے کام سے روکنے کی مشرکین مکہ نے ہر ممکن کوشش کی۔ آپ ؐ کو ستایا، لالچ دی۔ جب کوئی تدبیر کام نہیں آئی تو انہوں نے دعوت کے کام سے روکنے کے لئے آپ ؐ کے چچا ابوطالب کے ذریعہ دباؤ ڈالنے کی کوشش کی، سماجی بائیکاٹ کیا۔ مختصر یہ کہ دعوت کی راہ کو مسدود کرنے کی ہر ممکنہ کوشش کی۔ لیکن دعوت و تبلیغ کا کام جاری رہا۔ ساتھ ہی جو لوگ مسلمان ہو جاتے ان کی تربیت کا کام بھی ہوتا رہا۔ اس کے لئے دار ارقم کو چنا گیا۔ مکہ کے کافروں نے مسلمانوں کو بھی بہت ستایا۔ طرح طرح کی اذیتیں دیں۔ مسلمان اپنے ایمان کے لئے اور اللہ کی خوشی کے لئے سب کچھ برداشت کرتے رہے۔ جب ظلم و ستم حد سے گذر گیا تو نبی پاک ؐ نے مسلمانوں کو حبشہ کی طرف ہجرت کا حکم دیا۔ اس حکم کے بعد مسلمانوں میں سے بارہ مرد اور چار عورتیں فتنہ اور شرک سے اپنا دین و ایمان بچانے کے لئے ہجرت کر کے حبشہ چلی گئیں۔ یہ اسلام کی پہلی ہجرت تھی۔ کچھ دنوں بعد حبشہ میں مسلمانوں تک یہ خبر پہونچی کہ اہل مکہ مسلمان ہو گئے ہیں۔ یہ سن کر وہ لوگ

مکہ کی طرف چل پڑے۔ جب قریب آئے تو معلوم ہوا کہ خبر غلط تھی۔ کچھ لوگ تو وہیں سے واپس ہو گئے اور کچھ لوگ مکہ آ گئے۔ اب مکہ والوں نے پہلے سے بھی زیادہ ظلم ڈھانا شروع کر دیا۔ اللہ کے پیارے نبیؐ نے دوبارہ حبشہ کی ہجرت کا مشورہ دیا۔ اس بار مشرکین بھی چوکنا تھے۔ ہجرت بڑی پُر خطر تھی۔ لیکن مسلمان زیادہ مستعد ثابت ہوئے۔ اللہ کے فضل سے بحفاظت حبشہ پہونچ گئے۔ اس دوسری ہجرت میں بیاسی یا تراسی مرد اور اٹھارہ یا انیس عورتیں تھیں۔

آپؐ نبوّت کے بعد ۱۳ سال تک مکہ میں رہے۔ دعوت کے نتیجے میں کافی لوگوں نے اسلام قبول کیا۔ آپؐ کے اصحاب بن گئے۔ یہی مکی دور کہلاتا ہے۔

مشق

(الف) درج ذیل سوالوں کے جواب دیجیے:

۱۔ پیارے رسولؐ کی رضاعی ماں کا نام کیا تھا؟

۲۔ آپؐ کی تاریخ پیدائش عیسوی سن کے ساتھ لکھیئے؟

۳۔ حضرت خدیجہؓ نے آپؐ کو شادی کا پیغام کیوں بھیجا؟

۴۔ حجر اسود کا معنی کیا ہے؟

۵۔ حجر اسود کو خانہ کعبہ کی دیوار میں نصب کرنے کا معاملہ آپؐ نے کس طرح حل کیا؟

۶۔ آپؐ کو کس عمر میں نبوّت ملی؟

۷۔ مکہ میں آپؐ نے کل کتنے دنوں تک قیام کیا؟

۸۔ پہلی وحی میں کون سی آیتیں نازل ہوئیں۔

۹۔ آپؐ کی پیدائش سے قبل مکہ کے حالات مختصر طور پر لکھئے۔

(ب) درج ذیل الفاظ کے معانی لکھیے:

الفاظ	معانی
ہادی	....
معرفت	....
حصول	....
خوش نودی	....
ظلمت	....

خفیہ ....
معاوضہ ....
شکم سیر ....
داعی ....

(ج) مناسب الفاظ سے خالی جگہوں کو پُر کیجیے:

ایک وقفہ کے بعد...... پھر وحی لیکر آیا جس میں...... کا حکم دیا گیا تھا۔اس کے بعد آپؐ نے...... کام کا آغاز کیا۔دعوت کا پہلا مرحلہ............اور خاموش دعوت کا تھا۔جو تین سالوں تک .... چلتا رہا۔اس کے بعد مکہ میں............دعوت کا کام شروع ہوا جو دس......تک چلتا رہا۔پھر مکہ کے باہر............کام شروع ہوا۔ آپؐ لوگوں کو صرف ....کی طرف بلاتے اور صرف اسی کی ....کا حکم دیتے۔جس کی وجہ سے مکہ کے مشرکین آپؐ کے............ہوگئے۔

(د) صحیح جوڑے ملائیے:

ب		الف
دودھ پیتا بچہ	....	ممتاز
بے کار	....	متولی
افضل و برتر	....	رواج
انتظام کرنے والا	....	فصیح
عام دستور	....	شیرخوار
خوش بیان	....	لغو
بے عزت	....	امین

صادق.................. بند

رسوا........................سچا

مسدود.................. امانتدار

(ہ) نیچے کے جملوں کو غور سے پڑھیں ،صحیح جملے کے سامنے (✓) کا نشان لگائیں اور غلط کے سامنے (×) کا نشان لگائیں:

۱۔ قرآن کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ نے لیا۔ ( )

۲۔ حضرت محمدؐ کے والد ماجد کا نام عبداللہ تھا۔ ( )

۳۔ حضرت محمدؐ کے دادا کا نام ابوطالب تھا۔ ( )

۴۔ پیارے رسولؐ کا تعلق بنو بکر قبیلہ سے تھا۔ ( )

۵۔ آپؐ جب چھ سال کے ہوئے تو آپؐ کے والد ماجد کا انتقال ہوا۔ ( )

۶۔ پہلی ہجرت حبشہ میں بارہ مرد اور چار عورتیں تھیں۔ ( )

۷۔ وحی لے کر آنے والے فرشتہ کا نام حضرت اسرافیلؑ ہے۔ ( )

۸۔ اللہ کی آخری کتاب ہدایت قرآن ہے۔ ( )

۹۔ شادی کے وقت پیارے نبیؐ کی عمر پچیس سال تھی۔ ( )

۱۰۔ مشرکین مکہ مسلمانوں کے ساتھ بڑا اچھا برتاؤ کرتے تھے۔ ( )

(ز) رسول اللہؐ کی پانچ خوبیاں تحریر کریں۔

سبق (۱۴)

ہماری پاک مائیں

اللہ کے آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی گیارہ بیویاں تھیں۔ان میں سے دو کا انتقال آپ ؐ کی زندگی ہی میں ہو گیا تھا۔سب ہی بڑی نیک اور سچی تھیں۔آپ ؐ کی نیک بیویوں کو ازواج مطہرات کہا جاتا ہے۔قرآن نے انہیں ''اُمہاتُ المومنین'' کا درجہ دیا ہے۔''اُمہاتُ المومنین'' کے معنی ہیں مسلمانوں کی مائیں۔

ہم سب مسلمان ان کا بڑا ادب و احترام کرتے ہیں۔ہم ان کا اپنی سگی ماں کی طرح ادب و احترام کرتے ہیں بلکہ اس سے بھی بڑھ کر۔ان ازواج مطہرات نے دین کی بڑی خدمت کی، دین پھیلانے میں بڑی کوشش کی۔ ہر حال میں پیارے رسول ؐ کا ساتھ دیا۔ان کی زندگی تمام دنیا کی عورتوں کے لئے بہترین نمونہ ہے۔آپ ؐ کی بیویوں میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بہت مشور ہیں۔ یہاں حضرت عائشہؓ کی حیات مبارکہ کا ذکر اختصار سے کیا جارہا ہے۔

حضرت عائشہؓ

پیارے رسولؐ کی بہت چہیتی بیوی تھیں، ان کا نام عائشہ، کنیت ام عبداللہ اور لقب حمیرہ وصدیقہ ہے۔ دین کا علم انھوں نے خوب سیکھا تھا۔ قرآن وحدیث کی بڑی ماہر تھیں۔ بڑی ذہین اور معاملہ فہم تھیں۔ بڑے بڑے صحابی ان سے دین کی باتیں پوچھتے تھے۔ ان کے ابوجان حضرت ابوبکر صدیقؓ مردوں میں سب سے پہلے ایمان لائے۔ ہر حال میں ساتھ رہے۔ جان ومال سے دین کی خدمت کرتے رہے۔ ہجرت میں پیارے رسولؐ کے ساتھ تھے۔ مسلمانوں نے نبیؐ کے بعد انہی کو خلیفہ منتخب کیا۔ حضرت عائشہؓ کی امی کا نام زینب تھا اور اُمِّ رومان کنیت تھی۔ حضرت عائشہؓ کی پیارے رسولؐ سے شادی ہجرت سے تین سال پہلے ہوئی۔ ہجرت کے چند دنوں بعد رخصتی ہوگئی۔ بی بی عائشہؓ نے پیارے رسولؐ کی بڑی خدمت کی۔ بی بی عائشہؓ کے کمرے میں پیارے رسولؐ دفن کیے گئے۔

حضرت عائشہؓ دین کے علم میں تمام عورتوں سے بڑھ کر تھیں۔ بلکہ چند کو چھوڑ کر مردوں سے بھی انھیں دین کا علم زیادہ حاصل تھا۔ انھوں نے پیارے رسولؐ سے دوسوا کیس حدیثیں بیان کی ہیں جو حدیث کی مشہور کتابوں صحیح مسلم اور صحیح بخاری میں موجود ہیں۔ قرآن پاک میں کئی آیتیں ان کی تعریف میں اتریں اور اللہ نے ان کی نیکی اور پاکی کی گواہی دی۔ پیارے رسولؐ بھی ان کی بہت تعریف فرمایا کرتے تھے۔

حضرت عائشہؓ بہت عبادت گزار، کثرت سے روزہ رکھنے والی اور تہجد کی پابند تھیں۔ وہ فیاض، مہمان نواز اور غریب پرور تھیں۔ بی بی عائشہؓ بہت ہی بہادر اور سخی خاتون تھیں۔ کبھی کسی کا احسان نہیں لیتی تھیں۔ ہر کام اپنے ہاتھ سے کرلیتی تھیں۔ ان کو اپنی تعریف سننا بالکل پسند نہ تھا۔ کبھی کسی کی غیبت نہ کرتیں۔ انہی خوبیوں کی وجہ سے پیارے رسولؐ کو بھی ان سے انتہائی محبت تھی۔

بی بی عائشہؓ پیارے رسول ﷺ کے بعد اڑتالیس سال تک زندہ رہیں۔ انھوں نے تمام عمر دین کی خدمت و اشاعت میں گزار دی۔ بڑے بڑے صحابہ نے آپ سے دین کا علم سیکھا۔ تریسٹھ سال کی عمر میں آپؓ نے وفات پائی۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ.

مشق

(الف) درج ذیل سوالوں کے جواب دیجیے۔

ا۔ ''امہات المومنین'' کن کو کہا جاتا ہے؟ انھیں ''امہات المومنین'' کیوں کہا جاتا ہے؟

۲۔ پیارے رسولؐ سے حضرت عائشہؓ کی شادی کب ہوی؟

۳۔ بی بی عائشہؓ کا انتقال کتنے سال کی عمر میں ہوا؟

۴۔ حضرت عائشہؓ سے کتنی حدیثیں مروی ہیں؟

۵۔ ''ام رومان'' کس کی کنیت ہے؟

۶۔ کن خوبیوں کی وجہ سے پیارے رسولؐ کو حضرت عائشہؓ سے انتہائی محبت تھی؟

(ب) صحیح (✓) اور غلط (×) کی نشاندہی کیجیے۔

	صحیح	غلط
ا۔ ''امہات المومنین'' کا ادب واحترام اپنی سگی ماں سے بھی بڑھ کر کرنا چاہیے۔	( )	( )
۲۔ بی بی عائشہؓ کی امی کا نام فاطمہ بنت زائدہ تھا۔	( )	( )
۳۔ حضرت عائشہؓ کے ابو کا نام حضرت ابوبکر صدیقؓ ہے۔۔	( )	( )
۴۔ بی بی عائشہؓ کا لقب عفیفہ تھا۔	( )	( )
۵۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم فقہ کی دو مشہور کتابوں کے نام ہیں۔	( )	( )
۶۔ بی بی عائشہؓ آپؐ کے بعد اڑتالیس سال تک زندہ رہیں۔	( )	( )
۷۔ بی بی عائشہؓ نے چونسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔	( )	( )
۸۔ حضرت عائشہؓ نے رسول اللہؐ سے دوسو اکیس احادیث بیان کی ہیں۔	( )	( )

(ج) مناسب الفاظ سے خالی جگہیں پُر کریں۔

ا۔ ''امّہات المومنین'' کے معنی ہیں.................

۲۔ .... پیارے رسولؐ کی سب سے چہیتی بی بی تھیں۔

۳۔ حضرت عائشہؓ کبھی کسی کی .... نہ کرتیں۔

۴۔ بی بی عائشہؓ کے ابو جان کا نام .... اور امی جان کا نام .... تھا۔

۵۔ پیارے رسولؐ .... کے کمرے میں دفن کئے گئے۔

۶۔ حضرت .... دین کے علم میں تمام .... سے بڑھ کر تھیں۔

۷۔ بی بی عائشہؓ کی وفات .... سال کی عمر میں ہوئی۔

(د) صحیح جوڑے ملایئے۔

الف	ب
حضرت عائشہؓ	ام رومان
حضرت ابوبکرؓ	صدیقہ
زینبؓ	صدیق
صحیح	پاک
قرآن	مسلم

(ہ) درج ذیل الفاظ کے معانی لکھیں۔

الفاظ	معانی
چہیتی	....
معاملہ فہم	....
تعریف	....
فیاض	....

سبق (۱۴)

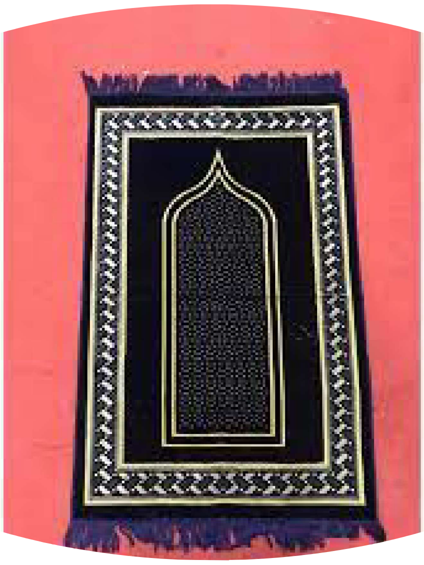

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا

رسول اللہ ؐ کی اولاد میں حضرت فاطمہ ؓ بہت مشہور ہیں۔ حضرت فاطمہ ؓ پیارے رسول ؐ کی سب سے چہیتی اور لاڈلی بیٹی تھیں۔ آپ ؓ کی امی جان کا نام حضرت خدیجہ ؓ تھا۔ آپ ؓ کی تعلیم و تربیت خود معلم اعظم حضرت محمد ﷺ نے کی تھی۔ حضرت فاطمہ ؓ بڑی نیک، قناعت پسند اور عبادت گذار تھیں، رات دن اللہ کی عبادت کرتیں، گھر کا سارا کام کاج خود کرتیں اور ہر حال میں خوش رہتیں۔

حضرت فاطمہ ؓ بچپن ہی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بے حد محبت رکھتی تھیں اور دل و جان سے آپ ؐ کی خدمت کرتی تھیں۔ ایک بار نبی ﷺ مسجد حرام میں نماز پڑھ رہے تھے کہ چند بدمعاشوں نے اونٹ کی اوجھڑی لاکر آپ ؐ پر ڈال دی۔ کسی نے حضرت فاطمہ ؓ کو خبر دی تو دوڑی دوڑی آئیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر سے اوجھڑی کو اتار پھینکا۔

حضرت فاطمہ ؓ کا نکاح پیارے رسول ؐ کے چچازاد بھائی حضرت علی ؓ کے ساتھ ہوا تھا۔ ان کے کئی بچے

ہوئے جن میں حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ بہت مشہور ہوئے۔ پیارے نبیؐ حضرت فاطمہؓ کو بہت چاہتے تھے۔ بی بی فاطمہؓ بہت نیک فطرت تھیں۔ پیارے رسولؐ نے فرمایا: ''فاطمہؓ جنتی عورتوں کی سردار ہیں'' پیارے رسولؐ جب کبھی سفر سے واپس آتے، مسجد میں جا کر دو رکعت نفل ادا کرتے اور سب سے پہلے حضرت فاطمہؓ کے گھر تشریف لے جاتے۔ ایک مرتبہ ایک صحابی نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ پیارے رسولؐ کو سب سے زیادہ پیارا کون تھا؟ حضرت عائشہؓ نے جواب میں فرمایا ''فاطمہؓ''

بی بی فاطمہؓ میں بہت سی خوبیاں تھیں۔ شرم و حیا تو گویا ان میں کوٹ کوٹ کر بھر دی گئی تھی۔ ایک مرتبہ حضرت علیؓ کے کہنے پر اپنے ابو جان کے پاس گئیں کہ خدمت کے لئے کوئی خادمہ مل جائے، جانے کو تو چلی گئیں۔ لیکن وہاں دیکھا کہ کچھ آدمی بیٹھے ہوئے ہیں۔ مارے شرم کے کچھ نہ کہ سکیں اور دبے پاؤں واپس چلی آئیں۔ حضرت علیؓ کے کہنے پر دوبارہ گئیں مگر شرم سے کچھ نہ کہہ سکیں۔ اگلے روز خود ہی آپؐ بیٹی کے گھر تشریف لے گئے اور پوچھا بیٹی فاطمہؓ! کیا ضرورت تھی؟ فاطمہؓ چپ رہیں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا، ''چکی پیستے پیستے ان کے ہاتھوں میں گٹّے اور مَشک اٹھاتے اٹھاتے گردن میں نشان پڑ گئے ہیں۔ میں نے دیکھا ہے کہ آپؐ کے پاس کچھ لونڈی اور غلام آئے ہوئے ہیں، میں نے ہی ان سے کہا تھا، پیارے رسولؐ سے جا کر کہو شاید کہ کوئی خادمہ مل جائے۔'' پیارے رسولؐ کی آنکھوں میں آنسوں بھر آئے اور فرمایا ''بیٹی صبر کرو، اللہ کا تقویٰ اختیار کرو، اللہ کے احکام بجالاتی رہو اور رات کو سوتے وقت ۳۳ بار سبحان اللہ ۳۳ بار الحمدللہ اور ۳۴ بار اللہ اکبر پڑھ لیا کرو۔ بیٹی! جاؤ یہ عمل تمھارے لئے خادمہ سے بہتر ہوگا۔'' بی بی فاطمہؓ نے فرمایا: ابّو جان! میں اللہ اور رسولؐ سے اس حال میں بھی خوش ہوں۔ یہی تسبیح ''تسبیح فاطمہؓ'' کے نام سے مشہور ہے۔

شرم و حیا لڑکیوں کا سب سے قیمتی زیور ہے۔ بی بی فاطمہؓ کا تو یہ حال تھا کہ ہر وقت اپنا جسم سر سے پاؤں تک بہت احتیاط سے ڈھکے رہتیں، پانی خود بھر بھر کر لاتیں مگر کیا مجال کہ جسم کا کوئی حصہ کھل جائے۔ بی بی فاطمہؓ نے زندگی بھر کوئی ایسا کپڑا نہیں پہنا جس سے جسم کی نمائش ہو۔ زندگی میں تو ہمیشہ احتیاط کرتی رہیں۔ مگر

آخری وقت میں جب بیمار پڑیں تو اکثر فکر مند رہتیں کہ مرنے کے بعد لاش کی بے پردگی نہ ہو۔ کیوں کہ اس وقت تک عورتوں کا جنازہ بھی مردوں ہی کی طرح کھلا ہوا جاتا تھا۔ بی بی اسماءؓ سے باتوں باتوں میں ذکر آیا۔ انھوں نے فرمایا بہن! حبش میں رواج ہے کہ عورتوں کے جنازے پر لکڑی کھڑی کر کے پردہ ڈال دیتے ہیں۔ پھر انھوں نے کھجوروں کی ٹہنیاں لیں اور پردہ تان کر دکھایا۔ بی بی فاطمہؓ کو یہ طریقہ بہت پسند آیا، چناچہ بی بی فاطمہؓ کے جنازے پر بھی اسی طرح کا پردہ تانا گیا اور اسی وقت سے عورتوں کے جنازہ پر پردہ لگایا جانے لگا۔ بی بی فاطمہؓ کو اپنے ابو جانؐ سے بے حد محبت تھی۔ دل و جان سے آپ ﷺ کا خیال رکھتیں اور آپؐ کا کہنا مانتیں۔ ہر کام میں آپؐ کی خوشی کا خیال رکھتیں اور کبھی کوئی ایسا کام نہ کرتیں جس سے پیارے رسولؐ ناراض ہوں۔

ایک بار پیارے رسولؐ سفر سے واپس آئے تو حضرت فاطمہؓ نے گھر کو سجایا، دروازے پر رنگین پردہ لٹکایا اور اپنے دونوں بیٹے حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کو چاندی کے کنگن پہنائے۔ پیارے نبیؐ عادت کے مطابق سب سے پہلے بیٹی سے ملنے کے لئے تشریف لے گئے دروازے پر جا کر جب یہ سب دیکھا تو بغیر ملے واپس چلے گئے۔ بی بی فاطمہؓ نے اپنے ابو جانؐ کی ناراضگی کا حال سنا تو بہت غمگین ہوئیں، آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ پردہ اور کنگن اتروا دیئے اور اپنے ابو جانؐ سے کہلا بھیجا کہ میں نے ان کو صدقہ کر دیا ہے۔ آپؐ جس کو چاہیں دے دیں۔ آپؐ نے کنگن بیچ دیا اور یہ رقم ان غریب مسلمانوں پر خرچ کر دی جو دین کا علم سیکھنے کے لئے مسجد نبویؐ کے چبوترے پر رہا کرتے تھے۔

بی بی فاطمہؓ کی اسی دین داری، سادگی اور شرم وحیا کا اثر تھا کہ ان کی گود میں پل کر حضرت حسینؓ جیسے جی دار مجاہد اٹھے اور جنہوں نے دین کی لاج رکھنے کے لئے اپنی جان تک قربان کر دی۔

پیارے رسولؐ جب سخت بیمار ہوئے تو آپؐ نے بی بی فاطمہؓ کو بلوایا۔ جب وہؓ تشریف لے آئیں تو قریب بلا کر کان میں کچھ کہا، وہ رونے لگیں۔ پھر بلا کر کان میں کچھ کہا تو ہنس پڑیں۔ حضرت عائشہؓ نے بی بی فاطمہؓ سے پوچھا تو کہنے لگیں کہ پہلی بار تو ابو جانؐ نے فرمایا: میں اس مرض میں مبتلا ہوں کہ تم سے جدا ہونے

والا ہوں۔ جب میں رونے لگی تو آپؐ نے فرمایا: ''فاطمہؓ! خاندان میں تم سب سے پہلے مجھ سے آ کر ملو گی، تو میں ہنسنے لگی۔ بی بی فاطمہؓ پیارے رسولؐ کے بعد چھ مہینے تک زندہ رہیں اور ۳/ رمضان ۱۱ھ کو دنیا سے ہمیشہ کے لئے رخصت ہو گئیں۔ ہم سب اللہ کے بندے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

مشق

(الف) درج ذیل سوالوں کے جواب دیجیے:

۱۔ سفر سے واپسی پر پیارے رسولؐ کا کیا معمول تھا؟

۲۔ حضرت فاطمہؓ کس قسم کا لباس پہنتی تھیں؟

۳۔ حضرت فاطمہؓ بیماری کی حالت میں کس بات کے لئے پریشان رہتی تھیں؟

۴۔ عورتوں کے جنازے پر پردہ لگانا کب سے شروع ہوا؟

۵۔ حضرت فاطمہؓ نے پردہ اور کنگن کیوں اتروائے؟

۶۔ مسلمان عورتوں اور لڑکیوں کے لئے حضرت فاطمہؓ کی زندگی میں کیا نمونہ ہے؟

۷۔ نبی کریمؐ نے حضرت فاطمہؓ کو صبر اور تقویٰ اختیار کرنے کی نصیحت کس موقع پر کی؟

۸۔ تسبیح فاطمہؓ کسے کہتے ہیں؟

۹۔ بی بی فاطمہؓ کے رونے اور ہنسنے کی وجہ تحریر کریں۔

(ب) خالی جگہیں مناسب الفاظ سے پر کریں۔

۱۔ رسول اللہ ﷺ کی .... میں حضرت فاطمہؓ بہت .... ہیں۔

۲۔ بی بی فاطمہؓ کی امی کا نام .... تھا۔

۳۔ بی بی فاطمہؓ کا نکاح .... کے ساتھ ہوا تھا۔

۴۔ بی بی فاطمہؓ کے کئی بچے ہوئے ان میں .... اور .... بہت مشہور ہوئے۔

۵۔ .... ۳ر رمضان ۱۱ھ کو دنیا سے .... کے لئے رخصت ہوگئیں۔

(ج) صحیح (✓) اور غلط (×) کی نشاندہی کیجئے۔

۱۔ حضرت فاطمہؓ اپنا کام خود کرتی تھیں۔ ( )

۲۔ حضرت فاطمہؓ کے طلب کرنے پر نبی ﷺ نے ان کو ایک لونڈی دی۔ ( )

۳۔ حضرت فاطمہؓ کو اپنے ابو سے بڑی محبت تھی۔ ( )

۴۔ حضرت حسن و حسینؓ کے ہاتھ میں چاندی کا کنگن دیکھ کر آپ ﷺ بہت خوش ہوئے۔ ( )

۵۔ حضرت فاطمہؓ شرم و حیا کا پیکر تھیں۔ ( )

۶۔ حضرت فاطمہؓ کا نماز جنازہ پیارے رسول ﷺ نے پڑھایا۔ ( )

نوٹ: تسبیح فاطمہؓ یاد کرکے سنایئے اور پڑھا بھی کیجیے:

☆☆☆☆☆

سبق (۱۵)

حضرت اُمِّ عمارہ رضی اللہ عنہا

نام نسیبہؓ بنت کعب اور کنیت ام عمارہؓ ہے۔ وہ اپنی کنیت سے مشہور ہوئیں۔ انصار کے قبیلہ خزرج کی مشہور شاخ بنونجار کی معزز خاتون ہیں۔ عبادت گذار، صابرہ وشاکرہ اور ہمت والی تھیں۔ جہاد کا جذبہ دل میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ میدان جہاد میں بہت سارے حیرت زدہ کر دینے والے کارنامے انجام دیں۔ شوہر کی خدمت گذار بیوی اور اولاد کے لئے ایک محبت کرنے والی ماں تھیں۔ قرآن وحدیث کا گہرا علم رکھتی تھیں۔ آپؓ کے بھائی حضرت عبداللہ بن کعبؓ بدری صحابی ہیں۔ آپؓ دو شہید بیٹوں کی صابرہ وشاکرہ ماں ہیں۔ حضرت ام عمارہؓ کی ایمان افروز زندگی دل کو نور ایمان اور جذبۂ جہاد سے منور کرنے والی ہے۔

مدینہ منورہ میں حضرت مصعب بن عمیرؓ کی دعوت سے متأثر ہو کر جن لوگوں نے اسلام قبول کیا تھا، وہ پیارے رسولؐ سے بیعت کرنے کے لئے ایک مخصوص گھاٹی میں جمع ہوئے۔ اس میں مردوں کے ساتھ جو

خواتین شامل تھیں ان میں ایک ام عمارہؓ بھی تھیں۔ رسول اکرمؐ نے خواتین کی بیعت بھی ان شرائط پر قبول کی جو تمام انصار کے مرد سے کی۔ فرق صرف اتنا تھا کہ مردوں سے مصافحہ کیا اور عورتوں سے زبانی معاہدہ ہوا۔ تاریخ کی کتابوں میں اس کو بیعت عقبہ ثانیہ کے نام سے جانا جاتا ہے۔

حضرت ام عمارہؓ جب بیعت کرنے کے بعد مدینہ منورہ واپس آئیں تو انہوں نے خود کو خواتین کی تعلیم و تربیت کے لئے مخصوص کر لیا۔ ان کی پہلی شادی زید بن عاصمؓ مازنی سے ہوئی تھی۔ ان سے دو لڑکے عبداللہؓ اور حبیبؓ پیدا ہوئے۔ دوسری شادی غزیہ بن عمرو مازنیؓ سے ہوئی۔ ان سے ایک لڑکا تمیم اور ایک لڑکی خولہ پیدا ہوئی۔ حضرت ام عمارہؓ بیعت عقبہ، بیعت رضوان، غزوۂ اُحد، غزوۂ حنین، صلح حدیبیہ اور جنگ یمامہ میں بھی شریک ہوئیں۔ غزوۂ اُحد میں زخمیوں کو پانی پلانے اور ان کی مرہم پٹی کرنے کے علاوہ کافروں سے جنگ میں اس بہادری اور ہمت سے لڑیں کہ دنیا دیکھ کر دنگ رہ گئی۔ اللہ کے رسولؐ نے فرمایا کہ میں اپنے دائیں بائیں جس طرف بھی نظر اٹھا کر دیکھتا ام عمارہؓ بنت نسیبہ بنت کعب کو اپنا دفاع کرتے ہوئے اور مسلسل لڑتے ہوئے پاتا۔ غزوۂ احد کے موقع پر حضرت ام عمارہؓ کے جسم پر تقریباً بارہ زخم لگے تھے۔ کندھے کا زخم بہت گہرا تھا۔ مسلیمہ کذاب کے خلاف جنگ یمامہ میں لڑتے ہوئے ان کا ہاتھ کٹ گیا۔ ان کے بیٹے حبیب بن زید انصاری اس جنگ میں شہید ہو گئے۔ دوسرا بیٹا عبداللہ بن زیدؓ معرکہ حرۃ میں شہید ہوا۔ عبداللہ بن زید ہی وہ عظیم مجاہد تھے جن کی تلوار سے مسیلمہ کذاب قتل ہوا۔

حضرت عمرؓ کے زمانے میں ایک بہت عمدہ قیمتی چادر لائی گئی تھی۔ جو بڑی اچھی اور بڑے سائز کی تھی۔ ساتھیوں نے ان کو مشورہ دیا کہ یہ چادر عبداللہ بن عمر کی بیوی صفیہ بنت ابی عبیداللہ کو دی جائے۔ تو انہوں نے کہا ''چادر اس خاتون کو دی جائے جو صفیہ سے بہتر ہے، میں نے اس خاتون کی تعریف خود اللہ کے رسولؐ کی زبان مبارک سے سنی ہے'' پھر وہ چادر حضرت ام عمارہؓ کو دی گئی۔

حضرت ام عمارہؓ صحابیات میں ممتاز مقام رکھتی تھیں۔ بہت ہی بہادر اور نڈر خاتون تھیں۔ غزوۂ احد میں

بڑی گھمسان کی جنگ ہورہی تھی ۔جب رسولؐ نے ام عمارہؓ کے شوہر اور دونوں بیٹوں کی بہادری، جانثاری اور ان کا نرالا انداز دیکھا تو آپؐ نے ان کے لئے دعا کی ۔

حضرت ام عمارہؓ نے رسولؐ سے کہا کہ اے اللہ کے رسولؐ آپؐ اللہ سے دعا کر دیجئے کہ اللہ ہمیں جنت میں آپؐ کا ساتھ نصیب فرمائے ۔اللہ کے رسولؐ نے دعا کی کہ اے الٰہی ان سب کو جنت میں میرا رفیق بنا۔

مشق

(الف) جواب تحریر کریں۔

١۔حضرت ام عمارہؓ کا نام کیا ہے؟

٢۔حضرت ام عمارہؓ کے پہلے شوہر کا نام کیا ہے؟

٣۔حضرت ام عمارہؓ کا تعلق کس قبیلہ سے تھا؟

۴۔غزوہ احد میں پیارے نبیؐ نے حضرت ام عمارہؓ کے بارے میں کیا فرمایا تھا؟

۵۔حضرت ام عمارہؓ کا ہاتھ کس جنگ میں کٹ گیا تھا؟

٦۔ حضرت ام عمارہؓ کے کتنے بیٹے شہید ہوئے؟

٧۔ مسیلمہ کذاب کس کی تلوار سے قتل ہوا؟

(ب) خالی جگہوں کو مناسب الفاظ سے پُر کریں۔

حضرت عمرؓ کے............ میں ایک بہت عمدہ قیمتی ......لائی گئی تھی۔ جو بڑی اچھی اور بڑے سائز کی تھی۔ .... نے ان کو مشورہ دیا کہ یہ چادر............ بن عمر کی بیوی............ بن ابی عبید اللہ کو دی جائے۔ تو انہوں نے کہا"چادر اس .... کو دی جائے جو صفیہ سے بہتر ہے۔ میں نے اس خاتون کی............ خود اللہ کے رسولؐ کی............ سے سنی ہے" پھر وہ چادر حضرت............ کو دی گئی۔

(ج) مندرجہ ذیل الفاظ کے معانی لکھیں۔

الفاظ	معانی
شاخ	....
معزز	....
ایمان افروز	....
تعریف	....
جانثاری	....
نرالہ	....
رفیق	....

(د) حضرت ام عمارہؓ کی خاص خاص خوبیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے بتائیں کہ مسلم خاتون کے لئے ان کی زندگی میں کیا سبق ہے؟

سبق (۱۶)

دس جنّتی صحابہ رضی اللہ عنہم (۱)

وہ لوگ کتنے خوش نصیب تھے جنھوں نے اللہ کے رسول ﷺ کو دیکھا اور آپ ؐ پر ایمان لائے۔ جن کو آپ ؐ نے خود تعلیم دی اور ان کی تربیت کی۔ وہ عمر بھر آپ ؐ کے ساتھ رہے اور آپ ؐ کی اطاعت کرتے ہوئے دنیا سے رخصت ہو گئے۔ یہ لوگ آپ ؐ کے ساتھی اور صحابہؓ کہلاتے ہیں۔ صحابہؓ بڑے نیک اور اچھے تھے۔ اللہ کی عبادت پوری خوش دلی اور خشوع و خضوع کے ساتھ کرتے۔ پیارے رسول ﷺ سے دل و جان سے محبت کرتے، آپ ؐ کا کہا مانتے، آپ ؐ کی کبھی نافرمانی نہیں کرتے اور ہر وقت اللہ تعالیٰ کی خوشی کے کام کرتے۔

اللہ تعالیٰ جن سے خوش ہوتا ہے انھیں جنت دیتا ہے۔ یہ تو قیامت کے دن ہی معلوم ہوگا کہ کس کو اللہ تعالیٰ جنت میں بھیجے گا اور کس کو دوزخ میں۔ لیکن پیارے رسول ؐ کے بعض صحابہؓ کو دنیا ہی میں جنت کی خوش خبری مل گئی تھی۔ یوں تو بہت سے صحابہؓ کو پیارے رسول ؐ نے اشاروں اشاروں میں جنت کی خوش خبری سنائی تھی۔ لیکن دس صحابہؓ ایسے ہیں جن کو پیارے رسول ﷺ نے ایک ساتھ جنت کی خوش خبری سنائی۔ ان کو عشرۂ

مبشرہ کہتے ہیں یعنی وہ دس آدمی جن کو جنت کی خوش خبری دی گئی۔ ہر مسلمان کا جی چاہتا ہے کہ وہ ان جیسا بننے کی کوشش کرے اور جنت کی نعمتوں سے مالا مال ہو۔

ان دس جنتیوں میں سے چار بہت ہی مشہور ہیں۔

۱۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ ۲۔ حضرت عمر فاروقؓ

۳۔ حضرت عثمان غنیؓ ۴۔ حضرت علی مرتضیٰؓ

ان کو خلفائے راشدین کہتے ہیں اور ان کی حکومت کو ''خلافت راشدہ'' کے مبارک نام سے یاد کرتے ہیں۔ ان کے علاوہ جو چھ اور صحابی ہیں ان کے نام یہ ہیں:

۵۔ حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ ۶۔ حضرت زبیر بن عوامؓ

۷۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ ۸۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ

۹۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ ۱۰۔ حضرت سعید بن زیدؓ

۱۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ

آپؓ کا نام عبداللہ بن عثمان ہے۔ آپؓ کے والد محترم کی کنیت ابوقحافہ تھی۔ والدہ ماجدہ کا نام سلمیٰ اور ام الخیر کنیت تھی۔ مردوں میں سب سے پہلے آپؓ ہی پیارے رسولؐ پر ایمان لائے۔ ایمان لانے سے پہلے بھی آپؓ کی زندگی نہایت صاف ستھری تھی۔ کبھی شراب کو ہاتھ نہیں لگایا، ہر گندگی اور گناہ کے کام سے آپ دور رہتے تھے۔ ابوبکر آپؓ کی کنیت اور صدیق و عتیق لقب ہے۔ عام طور پر آپ اپنی کنیت سے ہی مشہور ہیں۔ آپ پیارے رسول ﷺ کے خسر تھے۔

مکہ کے بڑے تاجروں میں سے تھے۔ اسلام قبول کرنے کے بعد دین کی تبلیغ و اشاعت میں لگ گئے۔ بہت سارے لوگ آپؓ کی دعوت پر اسلام لائے۔ قبائل عرب اور عام مجمع میں پیارے نبیؐ دعوت و تبلیغ کے لئے جاتے تو آپؓ بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہوتے۔ شروع میں ایمان لانے والے غلاموں اور لونڈیوں

پر کفار مکہ بہت ظلم وستم کرتے تھے، ان کو خرید کر آزاد کرتے تھے۔

ہجرت مدینہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے۔ دین کے کاموں میں ہمیشہ سب سے آگے ہوتے تھے۔ غزوہ تبوک کے موقع پر جب اعلان ہوا کہ صحابہؓ اس کے مصاریف کے لئے اپنا مال دیں۔ حضرت عمرؓ نے سوچا کہ آج میں سبقت لے جاؤں گا۔ گھر میں جو کچھ تھا سب کو آدھا آدھا کیا۔ آدھا گھر والوں کے لئے چھوڑا اور آدھا لیکر نبیؐ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ نبی کریمؐ نے حضرت عمرؓ سے پوچھا گھر والوں کے لئے کیا چھوڑا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا۔ آدھا لایا ہوں اور آدھا ان کے لئے چھوڑ آیا ہوں۔ پھر یہی سوال حضرت ابوبکرؓ سے کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ اللہ اور اس کے رسولؐ کی محبت کے علاوہ سب کچھ جھاڑ و دیکر لے آیا ہوں۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ نے کہا کہ ابوبکرؓ سے سبقت کوئی نہیں لے جا سکتا۔

نبیؐ کے بعد آپ ہی خلیفہ ہوئے اور دو سال ساڑھے تین ماہ تک آپؓ کی خلافت رہی۔ آپؓ نے پوری ثابت قدمی سے جھوٹی نبوت کا فتنہ اور انکار زکاۃ کے فتنہ کا مقابلہ کیا۔ آپؓ نہایت ہی بردبار، بہادر، بارعب اور خداترس آدمی تھے۔ جہاد کے میدان میں بھی آپؓ ہمیشہ پیش پیش رہے۔ ۲۱ جمادی الاولیٰ ۱۳ھ کو آپؓ اس دنیا سے ہمیشہ کے لئے جنت کی طرف رخصت ہو گئے۔ اللہ آپ سے راضی ہو۔

۲۔ حضرت عمر فاروقؓ

عمر بن خطّاب رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوحفص اور لقب فاروق تھا۔ آپؓ دوسرے خلیفہ راشد ہیں۔ آپؓ حضرت ابوبکرؓ کے بعد خلیفہ ہوئے۔ آپؓ کے قبول اسلام کے لئے رسول اللہؐ نے اللہ سے دعا کی تھی۔ اسی لئے ہم دیکھتے ہیں کہ آپؓ کے اسلام لانے کا واقعہ بھی بڑا انرالا ہے۔ گھر سے تلوار لیکر پیارے رسول ﷺ کے قتل کے ارادے سے نکلتے ہیں اور خدمت میں پہونچ کر اسلام قبول کر لیتے ہیں۔ ہوا یوں کہ تلوار لے کر نبی کریمؐ کے قتل کے ارادے سے نکلے، راستے میں معلوم ہوا کہ خود ان کی بہن اور بہنوئی اسلام قبول کر چکے ہیں۔ جس

نے ان کو سخت غضبناک کر دیا اور سیدھے بہن کے گھر پہنچ گئے۔ اندر سے قرآن کی تلاوت کی آواز آرہی تھی۔ دروازہ کھٹکھٹایا۔ اندر سے پوچھا گیا کون تو جواب دیا ''عمر''۔ یہ سن کر بہن بہنوئی نے قرآن کے اوراق چھپادیئے۔ حضرت عمرؓ نے پہلے تو ان کو خوب مار پیٹ کی۔ بہن نے کہا اے خطاب کے بیٹے تم ہمیں مار بھی دو گے تو ہم اسلام سے پھرنے والے نہیں ہیں۔ تب انہوں نے کہا وہ لاؤ جو تم لوگ پڑھ رہے تھے۔ بہن نے کہا۔ اس کو ناپاک لوگ نہیں چھو سکتے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے غسل کیا ہے۔ جب ان کو وہ اوراق ملے، انہوں نے پڑھنا شروع کیا اور اللہ نے ہدایت کا دروازہ کھول دیا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہونچ کر کلمہ شہادت پڑھا۔ ان کے اسلام لانے پر صحابہؓ نے اتنی زور سے نعرہ تکبیر بلند کیا کہ پورا مکہ گونج اٹھا۔ اب تک جو مسلمان چھپ کر نماز پڑھا کرتے تھے اب کھلے عام کعبہ میں نماز پڑھنے لگے۔

نہایت ہی بہادر، سمجھدار، معاملہ فہم اور بہترین انتظام کرنے والے تھے۔ حق وانصاف کے لئے ہر وقت ننگی تلوار بنے رہتے۔ اسی وجہ سے رسول ﷺ نے ان کو فاروق کا لقب دیا تھا۔ یعنی حق کو باطل سے بالکل ممتاز کرنیوالا۔ عرب میں آپؓ کی دلیری، قوت اور انصاف کا بڑا چرچہ تھا۔ لوگ آپؓ کے نام سے لرزتے تھے۔

آپؓ بھی پیارے رسول ﷺ کے خسر تھے۔ آپؓ نے بصرہ اور کوفہ دو مشہور شہر آباد کیے۔ آپؓ نے اپنے زمانے میں بیت المال قائم کیا، بہت سے محکمے اور دفاتر قائم کیے اور بڑے انصاف اور خوبی کے ساتھ حکومت کا نظام چلایا۔ آپؓ کے زمانے میں اسلامی خلیفہ کیلئے امیر المومنین کا لقب رائج ہوا۔ ۲۴ھ میں آپؓ ایک پارسی غلام کے ہاتھ شہید ہوئے۔ اللہ آپؓ سے راضی ہو۔

۳۔ حضرت عثمان غنیؓ

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اسلام قبول کرنے سے پہلے بھی بڑے مالدار، بااثر، سخی اور تاجر تھے۔ آپؓ کی کنیت ابو عبداللہ اور ابو عمر اور آپؓ کا لقب ''ذوالنورین'' ہے۔ آپؓ کی والدہ کا نام اروی بنت کریز تھا۔ فطری

طور پر پاک دامن اور باحیا تھے۔اسلام قبول کرنے سے پہلے بھی کبھی شراب نہیں پی اور نہ ہی بدکاری و بے حیائی کے کاموں کا ارتکاب کیا۔جھوٹ سے بڑی نفرت تھی۔

دین کے ساتھ اللہ نے دولت بھی خوب دے رکھی تھی۔مگر آپؓ کی زندگی نہایت سادہ تھی۔البتہ ساری دولت اللہ کی راہ میں، رشتہ داروں، غریبوں اور مسکینوں میں دل کھول کر خرچ کرتے۔وہ جتنا خرچ کرتے اللہ اسی قدر برکت دیتا۔آپ پیارے رسول ﷺ کے داماد تھے۔رسول اللہ ﷺ کی دو صاحبزادیاں یکے بعد دیگرے آپؓ کے نکاح میں آئیں۔

آپؓ نے دو بار ہجرت کی۔مکے والوں کی سختی سے پریشان ہو کر آپؓ نے پہلی ہجرت حبشہ کی طرف فرمائی پھر مدینے تشریف لے گئے۔حضرت عمرؓ کے بعد خلیفہ ہوئے۔قرآن مجید کی تعلیم عام کرنے میں ہر وقت لگے رہتے نہایت سادہ زندگی گزارتے۔خلافت کا ساتواں سال تھا کہ باغیوں نے جمعہ کے دن عصر کے وقت آپؓ کو شہید کر دیا۔اللہ آپؓ سے راضی ہو۔

۴۔حضرت علی مرتضیٰؓ

آپؓ کا نام علی بن ابی طالب ہے، ابوتراب کنیت اور حیدر لقب ہے۔والدہ ماجدہ کا نام حضرت فاطمہ بنت اسد ہے۔حضرت علی رضی اللہ عنہ کی پیدائش ہجرت سے دس سال قبل ہوئی۔آپؓ کے والد کثیر العیال تھے، ساتھ ہی معاشی تنگی سے بھی دوچار تھے۔ان کا بوجھ ہلکا کرنے کے لئے حضرت جعفرؓ کی پرورش کا ذمہ حضرت عباسؓ نے لیا اور حضرت علیؓ کی پرورش کا ذمہ خود پیارے رسولؐ نے لیا۔اس طرح بچپن ہی سے پرورش اور تعلیم و تربیت سب سے اچھے مربی نے کی۔آپؓ کی زبان کبھی کلمہ شرک و کفر سے آلودہ نہیں ہوئی، ہر گناہ سے زندگی پاک رہی اور شراب کبھی نہیں پی۔بچوں میں سب سے پہلے آپؓ ہی ایمان لائے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ پیارے رسول ﷺ کے چچا زاد بھائی اور داماد ہیں۔پیارے رسول ﷺ کی سب سے پیاری بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے شادی ہوئی۔ہجرت کی رات میں پیارے رسول ﷺ

آپؓ ہی کو اپنے بستر پر لٹا کر مدینے کے لیے روانہ ہوئے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے آپؓ کے ذمہ وہ امانتیں بھی لگائیں جو مشرکین کی نبیؐ کے پاس تھیں۔ حضرت علیؓ نے وہ ساری امانتیں جن لوگوں کی تھیں ان کو لوٹا دیں۔ اس کے بعد مدینہ کے لیے روانہ ہو گئے۔

حضرت علیؓ حضرت عثمانؓ کے بعد خلیفہ ہوئے۔ علم اور نیکی میں بے مثال تھے۔ بہت نیک، خدا ترس اور سخی تھے۔ اللہ نے معاملہ فہمی اور تفقہ فی الدین کی نعمت سے نوازا تھا۔ تقریر و خطابت بڑی زوردار اور پُر اثر ہوتی تھی۔ نہایت بہادر اور دلیر تھے۔ تمام اسلامی جنگوں میں شریک ہوئے۔ غزوۂ تبوک میں پیارے رسول ﷺ آپؓ کو گھر والوں کی دیکھ بھال کے لئے چھوڑ کر گئے تھے۔ آپؓ کچھ غمزدہ ہوئے تو پیارے رسولؐ نے فرمایا علی تم میرے لئے ایسے ہو جیسے موسیٰؑ کے لئے ہارونؑ تھے۔ زندگی نہایت سادہ اور زہد و قناعت کا اعلیٰ نمونہ تھی۔ اعلیٰ اخلاق کے مالک تھے، دشمنوں کے ساتھ بھی حسن سلوک سے پیش آتے۔ ۴۰ھ میں ابن مُلجم کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ اللہ آپؓ سے راضی ہو۔

مشق

(الف) درج ذیل سوالوں کا جواب دیجیے:

۱۔ آپ عشرۂ مبشرہ سے کیا سمجھتے ہیں؟

۲۔ عشرۂ مبشرہ صحابہ کرامؓ کے نام لکھیئے۔

۳۔ پہلے خلیفہ راشد کا نام، لقب اور کنیت لکھیئے۔

۴۔ ہجرت مدینہ میں پیارے نبی حضرت محمد ﷺ کے ساتھ کون تھے؟

۵۔ حضرت عمرؓ کا لقب کیا تھا اور یہ لقب کس نے ان کو دیا تھا؟

۶۔ بصرہ اور کوفہ شہر کس نے بسایا؟

۷۔ نبی کریم ﷺ کی دو صاحبزادیاں کن کے نکاح میں تھیں؟

۸۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے والد اور والدہ کے نام بتایئے۔

۹۔ ہجرت کے وقت رسول اللہؐ نے امانتیں کس کے سپرد کیں اور کس کو اپنے بستر پر لٹایا؟

۱۰۔ کس صحابی کی زبان کبھی کلمہ کفر سے آلودہ نہیں ہوئی؟

(ب) مناسب الفاظ سے خالی جگہوں کو پُر کریں۔

۱۔ مردوں میں سب سے پہلے.................ایمان لائے۔

۲۔ حضرت ابوبکرؓ کی خلافت......سال................ماہ رہی۔

۳۔ حضرت......دوسرے خلیفہ..........ہیں۔

۴۔ حضرت عمرؓ کے قبول اسلام کے لئے اللہ کے رسولؐ نے..........کی تھی۔

۵۔ بہن بہنوئی کے ایمان لانے کی خبر نے حضرت عمرؓ کو سخت..........کر دیا تھا۔

۶۔ حضرت ....حضرت عمرؓ کے بعد خلیفہ ہوئے۔

۷۔ حضرت عثمانؓ فطری طور پر پاک دامن اور................تھے۔

۸۔ حضرت علیؓ..........میں سب سے پہلے ایمان لائے۔

۹۔ حضرت علیؓ کی والدہ ماجدہ کا نام..........بنت..........تھا۔

۱۰۔ پیارے رسولؐ نے فرمایا ''علی تم میرے لئے ایسے ہو جیسے موسیٰؑ کے لئے..........تھے۔''

(ج) نیچے کے خالی خانوں کو مناسب الفاظ سے پُر کیجیے۔

نام	کنیت	لقب
عبداللہ	....	....
....	ابوحفص	....
		ذوالنورین
علیؓ	....	....

(د) صحیح جوڑے ملایئے۔

الف	ب
وہ دس صحابہؓ جن کو نبیؐ نے دنیا ہی میں جنت کی بشارت دی۔	حضرت عمرؓ
خلفاء راشدین کی حکومت۔	حضرت ابوبکرؓ
آپؓ اپنی کنیت سے مشہور ہوئے۔	حضرت عثمانؓ
حضرت ابوبکرؓ کے بعد خلیفہ بنائے گئے۔	عشرۂ مبشرہ
آپؓ نے دو بار ہجرت کی۔	حضرت جعفرؓ
غزوہ تبوک میں نبیؐ آپؓ کو گھر والوں کی دیکھ بھال کے لئے چھوڑ گئے تھے۔	خلافت راشدہ
آپؓ کی پرورش کا ذمہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے لیا تھا۔	حضرت علیؓ

سبق (۱۷)

دس جنتی صحابہ رضی اللہ عنہم (۲)

۵۔حضرت طلحہؓ بن عُبید اللہ

طلحہ نام،ابو محمد کنیت اور خیر لقب تھا۔والد کا نام عبید اللہ تھا۔حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ بھی ان سات آٹھ آدمیوں میں سے ہیں جو بالکل شروع میں ایمان لائے تھے۔تجارت کی غرض سے بصرہ گئے تھے،وہاں ایک راہب سے حضورؐ کی بعثت کی خبر سنی۔پھر حضرت ابوبکرؓ کے سمجھانے بجھانے سے مسلمان ہوگئے۔مسلمان ہونے پر آپؓ کو بھی بہت دکھ پہنچائے گئے۔ایک بار ان کے بھائی نے رسی میں باندھ کر بہت مارا۔لیکن آپؓ نے فرمایا کہ اب میں اسلام چھوڑنے والا نہیں ہوں۔

ہجرت

پیارے رسول ﷺ نے جب مدینے کی طرف ہجرت فرمائی،اس وقت آپؓ تجارت کی غرض سے شام گئے ہوئے تھے۔واپسی پر چند روز کے بعد آپؓ نے بھی اللہ اور اس کے دین کی خاطر اپنے پیارے شہر کو چھوڑ کر مدینے کی راہ لی۔بدر کی لڑائی کے علاوہ تمام لڑائیوں میں آپؓ نے شرکت کی اور دلیری و جاں نثاری کی مثال قائم کر دی۔

خیر کا لقب

اُحد کی لڑائی میں جب کافروں نے پیارے رسول ﷺ کو گھیر لیا تو حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے اپنی جان پر کھیل کر آپ ؐ کی حفاظت فرمائی۔ تیروں کی بارش روکتے تھے اور تلوار کے وار اپنے جسم پر لیتے تھے۔ حضرت طلحہ ؓ نے جھپٹ جھپٹ کر کافروں کے ریلے پر ایسے حملے کئے کہ ان کے چھکے چھوٹ گئے۔ آخر ایک کافر نے حضور ؐ پر تلوار سے وار کیا۔ حضرت طلحہ ؓ نے اسے اپنی انگلیوں پر روکا، تین انگلیاں کٹ گئیں۔ کافروں کا زور کم ہوا تو حضور ﷺ کو اپنی پیٹھ پر بٹھا کر ایک پہاڑی پر پہنچایا۔ حضرت طلحہ ؓ کی اس جاں نثاری کی مثال نہیں مل سکتی۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے آپ ؓ کے جسم پر ستّر سے زیادہ زخم گنے تھے۔ اسی جاں نثاری کے صلہ میں پیارے رسول ﷺ کے دربار سے آپ ؓ کو ''خیر'' کا لقب ملا تھا۔ تمام صحابہ ؓ آپ کی بہادری اور جاں نثاری کا لوہا مانتے تھے۔ اسی طرح غزوۂ تبوک میں جب اسلامی فوج کو مال کی ضرورت تھی تو انھوں نے اپنا بہت سا مال آپ ؐ کی خدمت میں لا کر پیش کیا اور فیاض کا لقب پایا۔

پیارے رسول ﷺ سے محبت اور فیاضی انکی دو خوبیاں تھیں۔ ایک بار سات لاکھ درہم میں اپنی ایک جائداد فروخت کی اور سب کی سب رقم غریبوں میں تقسیم کر دی۔ ہمیشہ غریبوں کا خیال رکھتے، لڑکیوں اور بیوہ عورتوں کی شادی کراتے، قرض داروں کا قرضہ اپنے پاس سے دیتے اور ہر طرح اللہ کے مخلوق کی امداد کرتے۔ اُن کی آمدنی تقریباً ایک ہزار درہم روزانہ تھی۔ لیکن اس کے باوجود نہایت سادہ زندگی گزارتے۔ نہ شاندار لباس ہوتا نہ پر تکلف کھانے، بس عام آدمیوں کی طرح رہتے بستے اور کھاتے پیتے۔

شہادت

جنگ جمل میں حضرت طلحہ ؓ بھی حضرت زبیر ؓ کے ساتھ تھے۔ لیکن جب حضرت زبیر ؓ نے جنگ سے کنارہ کشی اختیار کی تو آپ ؓ بھی جنگ سے علاحدہ ہو گئے۔ مروان نامی ایک سپاہی جو بہت دنوں سے آپ ؓ سے بلا وجہ خار کھائے بیٹھا تھا۔ اس نے موقعے کو غنیمت جان کر ایک تیر مارا۔ تیر گھٹنے میں لگا اور اسی کی تکلیف

سے شہید ہو گئے۔ **انا للہ و انا الیہ راجعون**

حضرت علیؓ نے آپؓ کو اس حال میں دیکھا تو دل بھر آیا اور فرمایا۔ ''کیا اچھا ہوتا کہ میں اس دردناک واقعے سے بیس برس پہلے ہی مر گیا ہوتا'' یہ کہتے کہتے آپؓ کی آواز بھرّا گئی اور اپنے ساتھیوں سمیت پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔ پیارے رسولؐ نے ایک مرتبہ فرمایا: جو شہید کو چلتا پھرتا دیکھنا چاہے وہ طلحہ بن عُبید اللہ کو دیکھے۔ رضی اللہ عنہ۔

۶۔ حضرت زبیر بن عوامؓ

زبیر نام اور ابو عبداللہ کنیت تھی، والد کا نام عوام اور والدہ کا نام صفیہؓ تھا۔ حضرت صفیہؓ پیارے رسولؐ کی پھوپھی تھیں۔ آپؓ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے داماد اور حضرت خدیجہؓ کے سگے بھتیجے تھے۔

پیارے رسولؐ کو نبی ہوئے تھوڑے ہی دن ہوئے تھے، صرف چھ سات آدمی ہی مسلمان ہوئے تھے اور حضرت زبیرؓ کی عمر ابھی ۱۶ سال کی ہی تھی کہ ایمان لائے۔ حضرت زبیرؓ کو اس نوعمری میں طرح طرح کی تکلیفیں پہنچائی گئیں۔ خود ان کے حقیقی چچا انھیں مارتے پیٹتے، چٹائی میں باندھ کر دھواں پہنچاتے کہ دم گھٹنے لگتا۔ لیکن حضرت زبیرؓ کہتے ''اب اسلام تو میں نہیں چھوڑ سکتا''

ہجرت

آپؓ نے پہلے تو حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ لیکن بعد میں جب مدینہ کی طرف ہجرت کا عام حکم ہوا تو آپؓ بھی مدینہ چلے گئے۔ وہاں اپنی بہادری کے جوہر دکھاتے رہے۔

کارنامے

غزوۂ بدر میں نہایت دلیری سے لڑے۔ خود فرماتے میرے بدن کا کوئی حصہ ایسا نہیں جس پر زخم نہ

ہو،لیکن لڑائی سے کبھی منہ نہ موڑا۔اُحد کی لڑائی میں جب مشرکین نے حضورﷺ پر تیر برسائے،اس وقت تیروں کے وار اپنے بدن پر روکتے رہے اور آپ ؐ کو تیر سے بچاتے رہے۔خیبر کی جنگ میں جب یہودیوں کا مشہور سردار مرحب قتل ہوا اور اس کے بھائی یاسر نے میدان میں آکر مقابلے کے لئے آواز لگائی تو مسلمانوں کی فوج سے حضرت زبیرؓ مقابلے کے لئے نکلے۔یاسر بڑے ڈیل ڈول کا ہٹہ کٹا نو جوان تھا۔اسے دیکھ کر حضرت زبیر کی والدہ نے ذرا جھجک محسوس کی لیکن رسولؐ نے فرمایا:''گھبراؤ نہیں اللہ کا سپاہی اسے ٹھکانے لگادے گا۔ذرا دیر نہ لگی حضرت زبیرؓ نے اسے جہنم رسید کر دیا۔

حنین،طائف،تبوک سب ہی لڑائیوں میں حضرت زبیرؓ شریک رہے اور بڑی دلیری سے لڑے۔

حضرت عمرؓ کے زمانے میں جنگ یرموک میں شریک رہے اور اس زور سے حملہ کیا کہ دشمنوں کی فوج کو چیرتے ہوئے اس پار نکل گئے۔واپسی پر رومیوں نے گھوڑے کی باگ پکڑ لی اور سب نے مل کر سخت حملہ کیا لیکن آپؓ نے تنہا سب کا مقابلہ کیا اور واپس آئے۔اللہ نے مسلمانوں کو فتح بخشی اور ملک شام پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا۔

فتح شام کے بعد جب مصر پر حملہ ہوا تو حضرت عمرؓ نے دس ہزار فوج اور چار افسر بھیجے اور لکھا کہ ہر افسر ایک ہزار سواروں کے برابر ہے،حضرت زبیرؓ بھی انھی میں سے تھے۔لگ بھگ سات مہینے تک یہ جنگ جاری رہی لیکن کوئی فیصلہ نہ ہوسکا۔ایک دن حضرت زبیرؓ نے فرمایا:''آج میں اسلام پر نثار ہوتا ہوں'' یہ کہہ کر تلوار لئے قلعے کی فصیل پر چڑھ گئے۔چند مسلمان بھی ان کے پیچھے چڑھے اور سب نے مل کر ایک ساتھ نعرے لگائے۔باہر کی فوج نے بھی جوش میں آکر نعرے لگائے۔دشمن نے سمجھا کہ مسلمان قلعے میں گھس آئے ہیں اور گھبرا کر ادھر اُدھر بھاگنے لگے۔حضرت زبیرؓ نے اسی گڑبڑ میں قلعے کا دروازہ کھول دیا اور مسلمان اندر داخل ہو گئے۔

شہادت

حضرت عثمانؓ کی شہادت سے ملک میں بڑی بے چینی پھیلی ہوئی تھی۔حضرت علیؓ نے امن وامان کی

کوشش کی لیکن فساد کی آگ دب نہ سکی اور مسلمان آپس میں بری طرح لڑنے لگے۔ ان جنگوں میں ایک جنگ ''جنگ جمل'' کے نام سے مشہور ہے۔ اس میں حضرت زبیر حضرت علیؓ کے مقابلے میں تھے۔ لیکن حضرت علیؓ نے جب آپؓ کو پیارے رسولؐ کا قول یاد دلایا کہ ''ایک دن تم ناحق حضرت علیؓ سے لڑو گے'' تو آپ جنگ سے کنارہ کر کے بصرہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ لیکن عَمر و بن جرموز نامی ایک سپاہی آپؓ کے پیچھے ہو لیا۔ عَمر و بن جرموز ساتھ ساتھ چلتا رہا۔ راستے میں ظہر کا وقت آیا۔ آپؓ سجدے میں تھے کہ عَمر و بن جرموز نے تلوار کا بھرپور وار کیا اور سر مبارک تن سے جدا ہو کر خاک و خون میں تڑپنے لگا۔ ہجرت کے چھتیسویں سال ۱۰/ جمادی الاوّل کو آپؓ نے اس دنیا سے جنت کی طرف کوچ کیا۔ رضی اللہ عنہ

عَمر و بن جرموز حضرت زبیرؓ کی زرہ اور تلوار لئے خوش خوش حضرت علیؓ کے پاس پہنچا۔ حضرت علیؓ نے تلوار دیکھی تو دل بھر آیا، آنکھوں میں آنسو آ گئے اور فرمایا: ''جا ابن صفیہؓ کے قاتل جہنم تیری راہ تک رہی ہے۔

۷۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ

آپؓ کا نام سعد اور ابو اسحاق کنیت تھی۔ والد کا نام مالک اور ابو وقاص کنیت تھی۔ رشتے میں پیارے رسول ﷺ کے ماموں ہوتے تھے۔ ان کا شمار بھی اس جماعت میں ہوتا ہے جن کو دنیا ہی میں جنت کی بشارت مل گئی تھی۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی تبلیغی کوشش سے اسلام قبول کیا۔ انیس سال کی عمر میں ہی مشرف بہ اسلام ہو گئے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اپنی ماں کے بہت فرماں بردار اور اطاعت شعار بیٹے تھے۔ جب ان کی والدہ نے ان کے ایمان لانے کی بات سنی تو کافی ناراض ہو گئیں، بات چیت اور کھانا سب چھوڑ دیا، ان کے لئے سخت آزمائش کا وقت تھا۔ لیکن جو دل توحید کی لذت اور ایمان کی حلاوت کا مزہ چکھ چکا ہو وہ بھلا کفر اور شرک کی دنیا میں دوبارہ کیسے آ سکتا ہے۔ وہ دین اور ایمان پر جمے رہے۔ حضرت سعدؓ کفار کی وجہ سے مکہ کی سنسان جگہ میں چھپ کر اللہ کی عبادت کرتے۔ مکہ والوں نے دیگر مسلمانوں کی طرح ان پر بھی ظلم و

ستم کے پہاڑ توڑے، آخر ان کو بھی اسلام اور ایمان کی خاطر ہجرت کرنی پڑی اور اپنے بھائی عتبہ بن ابی وقاص کے گھر رہنے لگے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ تمام جنگوں میں آپؐ کے شریک رہے۔ فتح مکہ میں مہاجرین کا پرچم اٹھانے والوں میں ایک سعدؓ بھی تھے۔ وہ ایک ماہر تیرانداز بھی تھے۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ غزوہ احد میں دشمنوں کی یلغار کے سامنے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن کر کھڑے ہو گئے۔ حضورؐ ترکش میں سے تیر نکال نکال کر دیتے جاتے اور فرماتے "اے سعدؓ! میرے ماں باپ تجھ پر قربان، تیر چلا" حضرت علیؓ فرماتے ہیں: "میں نے حضورؐ کی زبان سے کسی اور کے لئے یہ مبارک کلمہ نہیں سنا۔"

۱۰ھ میں جب حضور پاک ﷺ نے حجۃ الوداع کا ارادہ کیا تو حضرت سعدؓ ان کے ساتھ ساتھ تھے۔ لیکن مکہ پہنچ کر کافی بیمار ہو گئے۔ حضور سے عرض کیا میری ایک ہی لڑکی ہے۔ کیا میں اپنا دوثلث مال راہ خدا میں خرچ کر دوں؟ آپؐ نے فرمایا نہیں صرف ایک ثلث اور یہ کافی ہے، تم اپنے وارثین کو مالدار چھوڑ کر جاؤ کہ وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ نہ پھیلائیں۔

۲۱ھ میں ایرانیوں نے مسلمانوں کو مفتوحہ علاقے سے نکالنے کے لئے بہت عظیم جنگی تیاریاں کیں، حضرت عمرؓ نے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کو اس فوج کا امیر مقرر کیا۔ اللہ نے آپؓ کو فتح نصیب کی اور ایرانیوں کا سردار رستم مارا گیا۔ قادسیہ کی جنگ کے بعد بابل پر فوج کشی کی اور اللہ نے یہاں بھی انہیں فتح عنایت کی۔

حضرت سعدؓ نے حضرت عمرؓ کے زمانے میں ہی مداین کے قریب کوفہ شہر بسایا اور وہاں ایک بہت بڑی مسجد بنوائی۔ جس میں تقریباً ۴۰ ہزار مسلمان بیک وقت نماز پڑھ سکتے ہیں۔ انہوں نے اس جگہ کو فوجی چھاؤنی بنایا۔ وہاں ایک لاکھ سے زیادہ فوج رہتی تھی۔

حضرت سعدؓ کا علمی کارنامہ یہ تھا کہ ان کے متعلق حضرت عمرؓ فرمایا کرتے تھے "جب سعدؓ کوئی حدیث

روایت کریں تو اس کے بارے میں کسی دوسرے سے نہ پوچھو‘‘

حضرت سعدؓ نے ستر برس سے زیادہ عمر پائی اور اس عرصہ میں عظیم الشان کارنامے انجام دیئے۔ مقام عقیق میں ۵۵ھ میں وفات پائی۔ مسجد نبوی میں نماز جنازہ پڑھائی گئی اور جنت البقیع میں دفن کئے گئے۔

۸۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ

حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کے والد کا نام عوف اور والدہ کا نام شِفا تھا۔ پہلے آپؓ کا نام عبدِ عَمرو تھا۔ جب اسلام لائے تو حضورؐ نے آپؓ کا نام عبدالرحمٰن رکھا۔ آپؓ بھی انھی لوگوں میں سے ہیں جو شروع زمانے میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کی دعوت و تبلیغ سے ایمان لائے۔ اسلام قبول کرنے سے پہلے بھی آپؓ ہر برائی سے دور رہتے تھے۔ بہت نیک اور پاکیزہ انسان تھے۔ اسلام لانے کے بعد جب لوگوں نے آپ کو ستانا شروع کیا تو آپؓ مکہ چھوڑ کر حبشہ چلے گئے۔ وہاں سے واپس آئے اور جب سارے مسلمان مدینہ جانے لگے تو آپؓ بھی ان کے ساتھ مدینہ چلے گئے۔ مدینہ میں جب مہاجرین و انصار میں بھائی چارہ ہوا تو سعید بن ربیع انصاریؓ کو حضورؐ نے آپؓ کا دینی بھائی بنایا۔

حضرت عبدالرحمٰنؓ تمام اسلامی لڑائیوں میں شریک رہے۔ اللہ کے دین کی خاطر ہمیشہ جان ہتھیلی پر لئے تیار رہتے۔ اُحد کی جنگ میں پیارے رسول ﷺ کی حفاظت کرتے ہوئے پوری جان کی بازی لگا کر لڑے۔ اسی جنگ میں آپؓ کے جسم پر کوئی بیس زخم لگے تھے۔ پاؤں پر ایسا کاری زخم لگا کہ آخر وقت تک لنگڑا کر چلتے تھے۔ ایک مشہور لڑائی دومۃ الجندل میں فوج کے سردار بنائے گئے تھے۔ پیارے رسولؐ نے خود اپنے ہاتھ سے آپؓ کے سر پر عمامہ باندھا، ہاتھ میں علَم دیا اور فرمایا: ’’بسم اللہ روانہ ہو جاؤ اللہ کے نافرمانوں سے لڑو مگر خبردار کسی کو دھوکا نہ دینا اور نہ بچوں پر ہاتھ اٹھانا۔ قبیلہ کلیب کو اسلام کی دعوت دینا، جب وہ قبول کر لے تو ان کے سردار اصبع کی لڑکی سے شادی کر لینا۔ اصبعؓ اپنے ساتھیوں سمیت ایمان لائے۔ آپؓ نے انکی لڑکی سے نکاح کیا اور رخصت کرا کے مدینہ لے آئے۔

پیارے رسولؐ کے بعد آپؓ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ کے مشورے میں ہر وقت شریک رہتے اور نیک نیتی کے ساتھ مشورے دیتے۔

حضرت عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ کو پیارے رسول ﷺ سے بے انتہا محبت تھی۔ ایک بار گھر سے کھانا آیا اور صحابہ بھی ساتھ تھے، گوشت روٹی دیکھ کر زار و قطار رونے لگے اور فرمایا حضورؐ اور آپؐ کے بچوں کو عمر بھر جو کی روٹی بھی پیٹ بھر نہ ملی اور ہم اس حال میں ہیں۔ آپؓ کے اندر خوف خدا کافی تھا۔ نماز نہایت اطمینان سے خشوع خضوع کے ساتھ ادا کرتے تھے۔ نوافل کثرت سے پڑھتے اکثر و بیشتر روزے سے رہتے تھے۔ بڑے مہمان نواز تھے۔ لیکن پر تکلف کھانوں سے ہمیشہ احتراز کرتے اور سادہ اور معمولی کھانا کو ترجیح دیتے۔ سخی اور فیاض تھے۔ ایک ایک دن میں آپؓ نے کئی غلام آزاد کئے اور پورے کا پورا قافلہ اللہ کی راہ میں صدقہ کر دیتے۔ ایک قافلہ جس میں سات سو اونٹ پر گیہوں اور آٹا لدا ہوا تھا سارا مال اللہ کی راہ میں خیرات کر دیا۔ وفات کے وقت بھی آپؓ نے پچاس ہزار دینار اور ایک ہزار گھوڑے اللہ کی راہ میں خیرات کر دیا۔

حضرت عثمانؓ کی خلافت کے زمانے میں، پچھتر سال کی عمر میں ۳۰ھ کو اس دنیا سے جنت کے لئے رخصت ہوئے۔ رضی اللہ عنہ۔

۹۔ حضرت ابوعُبیدہ بن جرّاحؓ

حضرت ابوعُبیدہ رضی اللہ عنہ کا نام عامر، ابوعبیدہ کنیت اور امین الامت لقب تھا۔ انکے والد کا نام عبد اللہ، والدہ کا نام امیمہ بنت غنم تھا اور دادا کا نام جراح بن بلال تھا۔ دادا کے ہی نام پر ابن الجراح کے نام سے مشہور ہوئے۔ شروع زمانے میں ۲۸ سال کی عمر میں اسلام قبول کیا۔ جب کافروں کا ظلم و ستم بڑھا اور مسلمانوں کو خوب ستایا جانے لگا تو حضور پاک ﷺ کی اجازت سے حبشہ کی جانب ہجرت کی۔ یہ ہجرت کرنے والے مہاجرین کے دوسرے گروپ میں تھے۔ کچھ دنوں بعد وہاں سے واپس آئے اور مدینہ ہجرت فرمائی۔ والد عبد اللہ نے اسلام قبول نہیں کیا۔ البتہ ان کی والدہ ایمان لائیں اور صحابیات میں شامل ہو گئیں۔ حضرت ابوعُبیدہ

بن جرّاحؓ بھی ان خوش نصیب صحابہ میں سے تھے جن کو دنیا میں ہی جنت کی بشارت دے دی گئی تھی۔

حضرت ابوعُبیدہ بن جرّاحؓ ان کی زندگی میں ہونے والی ساری جنگوں میں شریک رہے۔ بدر کی لڑائی میں ان کے والد نے دشمنان اسلام کا بھرپور ساتھ دیا اور اہل ایمان کے خلاف اسلام کے دشمنوں کا ساتھ دیتے ہوئے حضرت عبیدہؓ کے ہاتھوں قتل ہوئے۔

جنگ اُحد میں جب اہل ایمان کو شکست کا سامنا تھا اور بہت سارے صحابہؓ ادھر اُدھر ہو گئے تھے۔ مشرکین آپؐ پر حملہ آور ہونا چاہتے تھے۔ ابوعبیدہؓ ان صحابہؓ میں سے تھے جنہوں نے آپؐ کا دفاع کیا۔ اسی جنگ میں حضور پاکؐ کے چہرے مبارک پر زرہ کی دو کڑیاں گھس گئی تھیں جن کو ابوعبیدہؓ نے اپنے دانت سے کھینچ کر باہر نکالا۔ اس میں ان کے دو دانت شہید ہو گئے۔

صلح حدیبیہ میں ابوعبیدہؓ معاہدۂ صلح کی دستاویز پر دستخط کرنے والے صحابہ میں سے ایک تھے۔ رمضان ۸ھ میں حضرت ابوعُبیدہ بن جرّاحؓ غزوۂ فتح مکہ میں شریک ہوئے، رسولؐ نے انہیں پیادہ دستہ کی کمان سپرد فرمائی۔ تبلیغ اسلام کے لئے اہل نجران کے پاس بھیجا۔ اسی وقت آپؐ نے اہل نجران سے فرمایا: ''یہ امت کے امین ہیں۔ تمہیں تعلیم دیں گے تمہارے جھگڑوں کے فیصلے بھی یہی کریں گے۔'' اسلام کی دعوت و تبلیغ میں بھی آپؓ پیش پیش رہتے۔ عرب کے بہت سے قبیلے شام کی جانب آباد تھے اور عیسائی مذہب کے ماننے والے تھے۔ آپؓ کی وجہ سے ان لوگوں نے اسلام کو جانا اور اس کو قبول بھی کیا۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ اپنی خلافت کے پہلے دن ہی کپڑے کی گٹھری اپنے کندھے پر لادے ہوئے بیچنے کے لئے نکلے تھے، راستے میں ان کی ملاقات حضرت عمرؓ سے ہوئی۔ انہوں نے کہا کہ آپؓ کے کندھوں پر سرداری کی ذمہ داری آ گئی ہے۔ سارے کام ایک ساتھ نہیں ہو سکتے اور انھوں نے اس وقت کے ناظم بیت المال حضرت ابوعُبیدہ بن جرّاحؓ سے بات کی۔ حضرت ابوعُبیدہ بن جرّاحؓ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کا وظیفہ ایک عام مہاجر کی آمدنی کے بقدر ۴ ہزار درہم سالانہ متعین کر دیا۔ ۳ھ کے شروع میں حضرت ابوبکر صدیقؓ نے

حضرت ابوعُبید ہ بن جَرّاح ؓ کو ۷ ہزار لشکر دے کر شام کے جہاد پر روانہ کیا اور حمص فتح کرنے کا حکم دیا۔

حضرت ابوعُبید ہ بن جَرّاح ؓ پیارے رسول ؐ کے بعد بھی اکثر جنگوں میں شریک ہوئے اور فتح و کامرانی نے ان کے قدم چومے۔ حضرت ابوعُبید ؓ انتظامی فوجی ذمہ داری نبھانے کے ساتھ ساتھ اپنے آس پاس کے مسلمانوں کی تربیت اور تعلیم سے کبھی غافل نہ رہے۔ ان کی وجہ سے بعض مفتوحہ علاقوں میں درس وتدریس کے حلقے قائم ہوئے، آپ ؓ کی نمایاں خوبیوں میں سے تقویٰ، سادگی، انکساری، زہد و تواضع، زندہ دلی، شجاعت، ہمت، خوش خلقی، اطاعت الٰہی، رسول ؐ سے محبت اور آپ ؐ کی مکمل خوش دلی سے پیروی وغیرہ ہے۔

جابیہ کے مقام پر حضرت ابوعُبید ہ بن جَرّاح ؓ طاعون میں مبتلا ہوئے اور ۱۸ھ میں اٹھاون سال کی عمر میں اس دنیا سے جنت کی طرف رخصت ہو گئے۔ اللہ ان سے راضی ہو۔

۱۰۔ حضرت سعید بن زید ؓ

آپ ؓ کا نام سعید اور کنیت ابوالاعور تھی۔ والد کا نام زید تھا، زید پیارے نبی ؐ کی آمد سے قبل ہی دنیا سے رخصت ہو چکے تھے۔ لیکن وہ حق کے متلاشی تھے اور بتوں کی پوجا کو بہت ہی برا سمجھتے تھے۔ عرب میں جبکہ چاروں طرف برائیاں پھیلی ہوئی تھیں۔ اس وقت دوسروں کو بھی اس سے منع کرتے تھے۔ عرب میں ایک بہت بڑی برائی بچیوں کو زندہ دفن کرنا تھا۔ لوگ اپنی نوزائدہ بچیوں کو جب زندہ دفن کرنے لگتے تو زید ان سے لے کر لڑکی کی خود پرورش کرتے اور جب بچی جوان ہو جاتی تو کہتے جی چاہے تو لے جاؤ ورنہ رہنے دو۔

قبول اسلام

جب حضور پاک ؐ نے اسلام کی تبلیغ شروع کی اسی وقت انہوں نے اسلام قبول کیا اور آپ ؐ پر ایمان لے آئے۔ انکی زوجہ حضرت فاطمہ ؓ بھی ایمان لے آئیں۔ یہ فاطمہ حضرت عمر ؓ کی بہن تھیں جن کی وجہ سے وہ حلقۂ بگوش اسلام ہوئے۔ سعید بن زید ؓ بھی ان خوش نصیب لوگوں میں سے تھے جن کو اللہ کے رسول ؐ نے دنیا میں ہی جنت کی بشارت دے دی تھی۔

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کا شمار بھی مہاجرین اولین میں سے ہوتا ہے۔ دیگر صحابہؓ کی طرح ان پر بھی کفار و مشرکین نے ظلم وستم کے پہاڑ توڑے تو حضورؐ کی اجازت سے مدینے کی طرف ہجرت فرمائی۔

۲ھ میں ابوسفیان کے قافلے کی نگرانی کے لئے سعید بن زیدؓ اور طلحہؓ کو مامور کیا گیا تھا۔ یہ دونوں شام میں اس قافلے کی نگرانی کر رہے تھے۔ جب قافلہ وہاں سے روانہ ہوگیا تو یہ لوگ نظر بچا کر مدینہ کی طرف چلے گئے۔اس دوران جب معرکۂ غزوۂ بدر ہوا جو حق اور باطل کے درمیان پہلا معرکہ تھا۔اس غزوہ میں اللہ نے اسلام کو ہمیشہ کے لئے بلند کر دیا۔ جب حضرت سعید بن زیدؓ میدان بدر پہنچے تو اسلام کے غازی فاتحانہ انداز میں واپس آرہے تھے۔ چونکہ آپؓ کو حضرت محمد ﷺ نے کسی کام پر مامور کیا تھا۔اس لئے رسولؐ نے ان کو بھی بدر کے مال غنیمت کی تقسیم پر حصہ دیا اور جہاد کے ثواب کی بشارت بھی دی۔ حضرت سعید بن زیدؓ غزوۂ بدر کے علاوہ تمام غزوات میں نبی کریمؐ کے ساتھ رہے، ان غزوات میں بڑی بہادری اور پامردی کا مظاہرہ کیا۔ حضرت عمرؓ کے زمانے میں جب شام پر باقاعدہ فوج کشی ہوئی تو آپ حضرت ابوعبیدہؓ کے ماتحت پاپیادہ فوج کی افسری پر متعین ہوئے۔ دمشق کے محاصرہ اور یرموک کی جنگ میں بھی بڑی دلیری اور جرأت وہمت سے لڑے۔

حضرت سعیدؓ کی زندگی میں بہت سے انقلابات آئے۔ مختلف خانہ جنگیوں کا بھی انھیں سامنا کرنا پڑا۔لیکن اپنے زہد وتقویٰ اور سادہ طبیعت کی بدولت اس طرح کی سرگرمیوں سے پرہیز ہی کرتے رہے، مگر حق بات کہنے سے کبھی پیچھے نہ ہٹے۔

حضرت سعیدؓ کا شمار بھی عشرۂ مبشّرہ میں ہوتا ہے۔ حضورؐ نے خود فرمایا سعید بن زیدؓ جنتی ہیں۔ شام فتح ہونے کے بعد حضرت سعید نے گوشہ نشینی اختیار کی اور بقیہ زندگی اللہ کی یاد اور خاموشی سے گزار دی۔

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے آپؓ کو غسل دیا اور نماز جنازہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے پڑھائی۔ آپؓ کے جسد خاکی کو مدینہ منورہ لا کر دفن کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ آپؓ کے درجات بلند فرمائے۔ آمین۔

مشق

(الف)　درج ذیل سوالوں کا جواب دیجیے:

۱۔ جب پیارے نبی ﷺ نے ہجرت کی تو اس وقت حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کہاں گئے ہوئے تھے؟

۲۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کس لڑائی میں شرکت نہیں کر سکے؟

۴۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کتنی عمر میں ایمان لائے؟

۵۔ ''جب سعدؓ کوئی حدیث روایت کریں تو اس کے بارے میں کسی دوسرے نہ پوچھو'' یہ کس نے فرمایا تھا؟

۶۔ کس جنگ میں کونسے صحابی نے اپنے کافر والد کا کام تمام کیا؟

۷۔ حضورؐ کے رخسار مبارک میں زرہ کی کڑیاں کس جنگ میں پیوست ہوگئی تھیں اور کس صحابیؓ نے اس کو باہر نکالا تھا؟

۸۔ کس صحابیؓ نے کوفہ شہر بسایا؟

۹۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو کس جنگ میں پیر پر کاری زخم لگا تھا اور اس کا اثر کیا ہوا تھا؟

۱۰۔ حضرت سعید بن زیدؓ کی نماز جنازہ کس نے پڑھائی؟

۱۱۔ حضرت سعید بن زیدؓ کی قبر کہاں واقع ہے؟

(ب) مندرجہ ذیل الفاظ کو اپنے جملے میں استعمال کریں۔

پرورش، غمزدہ، ہجرت، حفاظت، بشارت، محاصرہ، شجاعت، خوش نصیب، حق

(ج) نیچے کے خالی خانوں کو مناسب الفاظ سے پُر کریں۔

نام	کنیت	وفات / شہادت
طلحہ	....	....

....	ابوعبداللہ	....
....	....	وفات
عامر	....	....
....	ابوالاعور	....

(د) مناسب الفاظ سے خالی جگہوں کو پُر کریں۔

۱۔ جنگ جمل میں حضرت...... بھی حضرت زبیرؓ کے ساتھ تھے۔

۲۔ حضرت زبیرؓ کی کنیت...........تھی۔

۳۔ حضرت زبیرؓ کو سجدہ میں...........بن ....نے قتل کیا۔

۴۔ حضرت طلحہؓ کی کنیت...........اور لقب ....تھا۔

۵۔ حضرت عبدالرحمٰن کے والد کا نام ....اور والدہ کا نام...........تھا۔

۶۔حضرت ....نے ستر برس سے زیادہ عمر پائی۔

۷۔حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کا لقب..............تھا۔

۸۔ ....کے مقام پر حضرت ....بن ....طاعون میں مبتلا ہوئے۔

۹۔حضرت سعیدؓ کو ....بن ....نے غسل دیا۔

۱۰۔حضرت سعیدؓ کا شمار بھی...............میں ہوتا ہے۔

(ہ) صحیح جوڑے ملایئے۔

الف	ب
بدر کے علاوہ تمام لڑائیوں میں آپؓ نے شرکت کی۔	حضرت زبیر بن عوامؓ

حضرت ابوبکرؓ کے داماد اور حضرت خدیجہؓ کے سگے بھتیجے تھے۔	حضرت سعیدؓ
اپنی ماں کے بہت فرماں بردار اور اطاعت شعار بیٹے تھے۔	حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ
پچھتر سال کی عمر میں وفات پائی۔	حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ
اٹھائیس سال کی عمر میں اسلام قبول کیا۔	حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ
آپؓ کے والد کا نام زید تھا۔	حضرت سعد بن وقاصؓ

(و) مندرجہ ذیل الفاظ کے معانی لکھیئے۔

الفاظ	معانی
تبلیغ	....
دلیری	....
سخی	....
باغی	....
خطابت	....
زہد	....
قناعت	....

(ز) نیچے کے جملوں کو غور سے پڑھیے، صحیح جملے کے سامنے (✓) کا نشان لگایئے اور غلط کے سامنے (×) کا نشان لگائیں:

۱۔ حضرت زبیر بن عوامؓ نے فتح مکہ کے دن اسلام قبول کیا۔ (   )

۲۔ حضرت طلحہؓ کی پیارے رسولؐ سے محبت اور فیاضی انکی دو خوبیاں تھیں۔ (   )

۳۔حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ حضرت ابوبکرؓ کی تبلیغ سے ایمان لائے۔ ( )

۴۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے حضرت عمرؓ کی تبلیغی کوشش سے اسلام قبول کیا۔ ( )

۵۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ غزوہ تبوک میں شہید ہوے۔ ( )

۶۔ حضرت سعید بن زیدؓ نے شام فتح ہونے کے بعد گوشہ نسینی اختیار کر لی تھی۔ ( )

(ح) عشرہ مبشرہ میں سے کسی ایک کے بارے میں اختصار سے لکھئے۔

سبق (۱۸)

حضرت یوسف علیہ السلام

اللہ تعالیٰ نے اس دنیا کو بنایا۔اس میں انسانوں اور دیگر مخلوق کو زندگی گزارنے کی وہ ساری سہولتیں عطا کیں جن کی ان کو ضرورت تھی۔ان تمام مادی ضرورتوں کے ساتھ ساتھ انسانوں کی ہدایت ورہنمائی کے لئے انبیاء اور رسل بھی بھیجے تاکہ لوگ اللہ کی مرضی کے مطابق اپنی زندگی گزار سکیں۔ ہر قوم میں اللہ نے نبی یا رسول بھیجا۔حضرت آدمؑ سب سے پہلے نبی تھے۔انبیاء ورسل کی تعداد کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار بتائی جاتی ہے۔لیکن قرآن پاک میں صرف پچیس رسولوں کا تذکرہ ملتا ہے۔تمام انبیاء ورسولوں نے سارے لوگوں کو ایک ہی بات بتائی ''صرف اللہ کی عبادت کرو اس کی نافرمانی نہ کرو''۔

نبیوں اور رسولوں کے حالات پڑھنے سے ہمارے اندر دین پر عمل کا جذبہ اور نیکی سے رغبت پیدا ہوتی ہے۔اسلام کے سانچے میں ہم خود کو آسانی سے ڈھال سکتے ہیں۔اللہ اور اسکی مرضی کو صحیح طرح سے جاننے کے لئے انبیاء ورسل کے حالات سے واقفیت ہمارے لئے ضروری ہے۔قرآن میں جن انبیاء کرامؑ کا ذکر آیا ہے ان میں سے

ایک حضرت یوسفؑ ہیں۔

حضرت یوسفؑ حضرت یعقوبؑ کے بیٹے اور حضرت ابراہیمؑ کے پر پوتے تھے۔کنعان (موجودہ فلسطین) میں پیدا ہوئے۔حضرت یوسف چھوٹے تھے جب ان کی والدہ اس دار فانی سے کوچ کر گئیں۔ان کی اچھی عادات واطوار، کچھ ممتاز صفات اوران کی پیشانی پر چمکتا ہوانور جونبوت کی علامت تھی کی وجہ سے حضرت یعقوبؑ دیگر بھائیوں کے مقابلے ان سے بڑی محبت کرتے تھے۔ان کی طرف خاص توجہ کی ایک وجہ ان کی والدہ ماجدہ کا چھوٹی عمر میں انتقال ہوجانا بھی تھی۔

بھائیوں کا حسد

حضرت یوسفؑ سے حضرت یعقوبؑ کا زیادہ دلی لگاؤ اور انسیت ومحبت نے ان کے بھائیوں کے دل میں حسد اور ڈاہ والی کیفیت پیدا کردی۔وہ ہر وقت اسی فکر میں لگے رہتے کہ باپ کے دل سے حضرت یوسفؑ کی محبت کو کیسے نکالا جائے یا پھر یوسفؑ کو راستے سے ہٹا دیا جائے تا کہ قصہ تمام ہو جائے۔

حضرت یوسفؑ نے ایک خواب دیکھا کہ گیارہ ستارے، چانداور سورج ان کو سجدہ کر رہے ہیں۔انہوں نے اپنا خواب اپنے والد کو سنایا۔حضرت یعقوبؑ نے خواب کو سنا تو حضرت یوسفؑ کو کسی کے سامنے خواب بیان کرنے سے سختی سے منع کر دیا اور کہا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ تیرے بھائی تیرے ساتھ برا سلوک کریں اور تجھے نقصان پہنچانے کی کوشش کریں۔کیونکہ شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔

آپسی مشورہ

حضرت یوسفؑ کے بھائیوں نے باپ کی توجہ اپنی طرف کرنے کے لئے آپس میں مشورہ کیا کہ ابو سے اجازت لے کر یوسفؑ کو کہیں باہر سیر وتفریح کے بہانے لے جا کر کسی کنویں میں پھینک دیں۔جب یوسفؑ نہیں رہیں گے تو ان کے باپ کی توجہ اور محبت ان کی طرف ہو جائے گی۔اس کے بعد تمام بھائی جمع ہو کر حضرت یعقوبؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ ابا جان آپ یوسفؑ کو ہمارے ساتھ کہیں باہر

سیر وتفریح کے لئے کیوں نہیں بھیجتے ؟ کیا آپ کو ہم پر اعتماد نہیں ہے؟ ہم سے زیادہ کون اس کی حفاظت کر سکتا ہے؟ انہوں نے صاف لفظوں میں اس کا رد نہیں کیا کہ کہیں ان کے دوسرے بیٹے کھلم کھلا دشمنی پر آمادہ نہ ہو جائیں۔اسی لئے اجازت تو دیدی ساتھ ہی کہا کہ مجھے خوف ہے کہ تم لوگ اس سے غافل نہ ہو جاؤ اور بھیڑیا اس کو کھا جائے۔

حضرت یوسفؑ کنواں میں

حضرت یوسفؑ کے بھائیوں نے اپنے منصوبہ کے مطابق ان کو کنواں میں ڈال دیا۔اللہ نے وحی کے ذریعہ ان کو یہ اطلاع دی کہ تو نجات پائے گا۔حضرت یوسفؑ کو کنواں میں ڈالنے کے بعد ان کی قمیص کو جانور کے خون سے تر کر کے روتے ہوئے رات کو اپنے ابو جان کے پاس آ گئے۔کہنے لگے کہ ابا جان آپ یقین نہ کریں گے۔لیکن ہوا یہ کہ ہم دوڑ میں ایک دوسرے سے آگے نکل گئے اور بھیڑیا یوسفؑ کو لے گیا۔جب حضرت یعقوبؑ نے خون سے لت پت قمیص دیکھی جو کہیں سے پھٹی ہوئی نہ تھی۔وہ بیٹوں کی حرکت کو سمجھ گئے اور بڑے ہی صبر اور برداشت سے کہا کہ تمہارے نفس نے تمہارے لیے ایک اور بڑی بات کو آسان بنا دیا، میں اس پر بھی صبر کروں گا۔جو بات تم بنا رہے ہو اس پر اللہ ہی سے مدد مانگی جا سکتی ہے۔

حضرت یوسفؑ مصر میں

شام سے مصر جانے والے ایک قافلے نے یوسفؑ کو کنواں سے نکالا۔قافلہ والے ان کو تجارتی مال کے ساتھ لے کر مصر روانہ ہو گئے۔عزیز مصر نے حضرت یوسفؑ کو معمولی قیمت ادا کر کے خرید لیا۔حضرت یوسفؑ شاہی محل میں پہنچ گئے۔اپنی امانت داری اور نیک صفت اچھے اخلاق اور عادات کی وجہ ان کی آنکھوں کا تارا بن گئے۔

حضرت یوسفؑ ان کے گھر میں ہی رہتے تھے عزیز مصر کی بیوی نے ان پر ایک غلط الزام لگا کر جیل بھیج دیا۔اگر وہ چاہتے تو معافی مانگ کر معاملہ کو ختم کر دیتے مگر ان کے ضمیر نے گوارہ نہ کیا اور انہوں نے جیل جانا

پسند کیا۔جیل میں بھی حضرت یوسفؑ نے اپنے اخلاق اور اچھے کردار کی وجہ سے سب کے دل کو جیت لیا۔ دعوت اور تبلیغ کا کام وہ وہاں بھی کرتے رہے۔اتفاق سے جیل میں دو لوگوں نے خواب دیکھا۔انہوں نے اپنا خواب حضرت یوسفؑ سے بیان کیا کہ میں شراب بنانے کے لئے انگور نچوڑ رہا ہوں اور دوسرے نے بتایا کہ میرے سر پر روٹیاں ہیں اور پرندے اس کو کھا رہے ہیں۔حضرت یوسفؑ نے ان کو خواب کی تعبیر بتائی کہ انگور نچوڑنے والا آزاد ہو کر بادشاہ کے لئے ساقی کا کام کرے گا، دوسرا جس نے روٹیوں والا خواب دیکھا اس کو سولی دی جائے گی اور پرندے اس کے سر کو نوچ نوچ کر کھائیں گے۔

حضرت یوسفؑ جب قید خانہ میں تھے اس وقت بادشاہ نے خواب دیکھا کہ سات موٹی گائیں اور سات دبلی گائیں ہیں۔دبلی گائیں موٹی کو نگل گئیں اور سات بالیاں سرسبز ہیں اور سات بالیاں خشک، خشک بالیوں نے سرسبز کو نگل لیا۔بادشاہ اپنے خواب سے کافی پریشان تھا۔حضرت یوسفؑ نے بادشاہ کو اس کے خواب کی تعبیر بتا دی اور آنے والے سارے حالات سے آگاہ کر دیا۔بادشاہ نے حضرت یوسفؑ کی عقلمندی اور سمجھداری کو دیکھتے ہوئے اپنی مملکت کے شاہی خزانوں کی چابیاں ان کے حوالے کر دیں۔حضرت یوسفؑ نے یہ ذمہ داری پانے کے بعد وہ تمام تدبیریں شروع کر دیں جو چودہ سال کے اندر مفید ہو سکتی تھیں۔حضرت یوسفؑ نے رعایا کو بڑی قحط سالی میں بھی اپنی دانش مندی سے اور حکمت علمی سے بھوکوں مرنے سے بچایا۔جب قحط سالی شروع ہوی تو کوئی محفوظ نہ رہ سکا۔مصر اور اس کے قریب کے سارے علاقے قحط کی زد میں آ گئے۔کنعانی خاندان بھی قحط سے دوچار ہوئے۔حضرت یعقوبؑ نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ جاؤ عزیز مصر سے غلہ خرید کر لاؤ۔جب یوسفؑ کے بھائی وہاں پہنچے تو حضرت یوسفؑ نے ان کو پہچان لیا۔ان کو غلہ دیا اور قیمت بھی واپس کر دی۔البتہ کہا کہ اگلی بار اپنے بھائی بنیامین کو بھی ساتھ لانا۔انہوں نے ایک تدبیر کے ذریعہ بنیامین کو روک لیا۔ان کے بھائیوں کو بنیامین کو واپس لے جانے کی فکر ہوئی۔کیوں کہ وہ ایک بار ایسی خطا کر چکے تھے۔وہ عزیز مصر سے کہنے لگے، ہمارا باپ بہت بوڑھا ہے۔ان کو اپنے ایک بیٹے کا غم پہلے سے

کھائے جار ہا ہے وہ دوسرا صدمہ برداشت نہ کرسکیں گے۔ بنیامین کی جگہ ہم میں سے کسی کو رکھ لیں۔عزیز مصر نے کہا، یہ کیسے ممکن ہے اگر ہم نے ایسا کیا تو ہمارا شمار ظالموں میں ہوگا۔تمام بھائی بنیامین کے بغیر واپس آئے اور والد سے ساری باتیں کہیں۔ان کے پاس صبر اور اللہ پر بھروسہ کے علاوہ کوئی اور چارہ نہ تھا۔

حضرت یعقوبؑ نے اپنے بیٹوں کو ایک مرتبہ پھر مصر جانے کو کہا ساتھ ہی یوسف اور اس کے بھائی کو تلاش کرنے کی تاکید کی اور کہا کہ اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا کیوں کہ صرف کافر اللہ کی رحمت سے مایوس ہوتے ہیں۔بیٹوں نے وہاں پہنچ کر کہا۔''اے عزیز قحط نے ہم کو اور ہمارے گھر والوں کو پریشانی میں ڈال رکھا ہے اس بار ہم پونجی بھی کم لائے ہیں بس ہمارے ساتھ خیر کا معاملہ کیجیے ہمیں ضرورت مند سمجھ کر اپنی طرف سے احسان کر دیجیے، اللہ صدقہ خیرات کرنے والے کو نیک بدلہ دیتا ہے۔''

حضرت یوسفؑ نے جب بھائیوں کی پریشانی کا حال سنا تو دل بھر آیا اور کہا کہ تم کو معلوم ہے کہ تم نے جہالت میں یوسف اور اس کے بھائی کے ساتھ کیا کیا تھا؟ وہ چونک کر بولے ''کیا تم یوسفؑ ہو''۔انہوں نے جوب دیا ''ہاں میں ہی یوسف ہوں اور بنیامین میرا بھائی ہے۔''اب ان کے پاس جرم قبول کرنے کے علاوہ کوئی چارہ نہ تھا۔وہ سر جھکا کر کہنے لگے بے شک ہم خطا کار ہیں۔حضرت یوسفؑ نے ان کی یہ حالت دیکھ کر انہیں معاف کر دیا۔کہا اب میری قمیص لیکر کنعان جاؤ۔ جب قافلہ کنعان پہنچا اور حضرت یعقوبؑ کے چہرے پر یوسفؑ کی قمیص ڈالی گئی تو حضرت یعقوبؑ کی آنکھوں کی روشنی واپس آ گئی۔حضرت یوسفؑ کے بھائیوں کے لئے یہ وقت کافی ندامت کا تھا۔ابا سے روتے ہوئے بولے آپ اللہ سے ہمارے لئے مغفرت کی دعا کر دیں۔بے شک ہم خطا کار اور گنہ گار ہیں۔انہوں نے کہا ''میں اپنے رب سے تمہاری معافی کے لئے درخواست کروں گا۔وہ بڑا معاف کرنے والا اور رحیم ہے۔''

حضرت یعقوبؑ اپنے خاندان کو لے کر مصر روانہ ہوئے۔مصر کے شاہی گھرانے نے حضرت یوسفؑ کے حکم پر شاہی استقبال کیا اور اپنے والدین کو تخت شاہی پر جگہ دی اور خاندان والوں کو حسب مراتب مقام دیا۔جب سارا انتظام ہو گیا تو حضرت یوسفؑ خود تخت پر جلوہ افروز ہوئے اس وقت تمام درباری دستور کے مطابق جھک گئے،ان کے بھائی

بھی جھک گئے۔ حضرت یوسفؑ کو ان کے بچپن کا خواب یاد آ گیا۔ اللہ کی مرضی پوری ہوئی۔ اللہ جو چاہتا ہے وہی ہوتا ہے۔ حضرت یوسفؑ نے اللہ کی ان عظیم نعمتوں پر اللہ کا شکر ادا کیا۔

مشق

(الف) درج ذیل سوالوں کے جواب دیجیے:

۱۔ حضرت یوسفؑ کے والد اور والدہ کا کیا نام تھا؟

۲۔ وہ کہاں پیدا ہوئے؟

۳۔ برادران یوسفؑ حضرت یوسفؑ سے کیوں حسد اور جلن کرتے تھے؟

۴۔ حضرت یوسفؑ کے بھائیوں نے ان کو کنواں میں کیوں ڈالا؟

۵۔ مصر کے بازار میں کس نے حضرت یوسفؑ کو خریدا تھا؟

۶۔ جیل میں قید دو لوگوں نے خواب میں کیا کیا دیکھا تھا؟

۷۔ مصر کے بادشاہ نے خواب میں کیا دیکھا تھا؟

۸۔ کتنے سالوں تک مصر میں قحط رہا؟

۹۔ حضرت یوسفؑ نے اپنے اوپر ظلم کرنے والے بھائیوں کے ساتھ کیا کیا؟

۱۰۔ حضرت یعقوبؑ کی بینائی کب اور کیسے واپس آئی؟

(ب) درج ذیل الفاظ کے معانی لکھیے :

الفاظ	معانی
مخلوق	....
سانچہ	....
انسیت	....
حسد	....
نجات	....
کرتوت	....
تعبیر	....
ساقی	....
مملکت	....

(ج) مناسب الفاظ سے خالی جگہوں کو پُر کیجیے:

حضرت.........اپنے خاندان کو لے کر.....روانہ ہوئے۔ مصر کے...............نے حضرت یوسفؑ کے حکم پر شاہی.....کیا اور اپنے ....کو تخت شاہی پر جگہ دی اور..........والوں کو حسب مراتب مقام دیا۔ جب سارا انتظام ہو گیا تو حضرت..........خود تخت شاہی پر جلوہ افروز ہوئے اس وقت تمام..........دستور کے مطابق جھک گئے، ان کے.....بھی جھک گئے۔ حضرت یوسفؑ کو ان کے بچپن کا...... یاد آ گیا۔ اللہ کی...... پوری ہوئی۔ اللہ جو چاہتا ہے وہی ہوتا ہے۔ حضرت...... نے اللہ کی ان عظیم..........پر اللہ کا شکر ادا کیا۔ حضرت یوسفؑ ایک سو......سال کی زندگی گذار کر اس دنیا سے.....کر گئے۔

(د) ذیل کی عبارتوں کو غور سے پڑھیں، صحیح کے سامنے صحیح (✓) اور غلط کے سامنے (×) نشان لگائیں۔

۱۔ حضرت یوسفؑ حضرت ابراہیمؑ کے پرپوتے تھے۔ ( )

۲۔ حضرت یعقوبؑ کے کل گیارہ بیٹے تھے۔ ( )

۳۔ حضرت یعقوبؑ حضرت یوسفؑ سے بہت پیار کرتے تھے۔ ( )

۴۔ حضرت یوسفؑ کو عزیز مصر نے خرید کر آزاد کر دیا۔ ( )

۵۔ حضرت یوسفؑ کا قمیص ڈالتے ہی حضرت یعقوبؑ کی بینائی لوٹ آئی۔ ( )

۶۔ حقیقت سامنے آنے کے بعد حضرت یعقوبؑ نے بیٹوں کو بددعا دی۔ ( )

۷۔ حضرت یعقوبؑ حضرت یوسفؑ سے مل کر کنعان واپس آ گئے۔ ( )

۸۔ بنیامین حضرت یوسفؑ کے چھوٹے بھائی تھے۔ ( )

(ہ) حضرت یوسفؑ کی زندگی سے ہمیں کیا سبق ملتا ہے؟ چند جملوں میں لکھیں۔

سبق (۱۹)

حضرت یونس علیہ السلام

اللہ نے انسانوں کی ہدایت کے لئے بہت سے انبیاء ورسل بھیجے۔ان مشہور نبیوں میں حضرت یونسؑ بھی ہیں۔ جن کا قرآن میں بار بار ذکر آیا ہے۔وہ حضرت ابراہیمؑ کی نسل سے تھے۔ان کو ۲۸ سال کی عمر میں نبوت ملی۔ان کو آشوریوں کی ہدایت کے لئے عراق بھیجا گیا تھا۔اس قوم کا مرکز اس وقت نینویٰ تھا۔

حضرت یونسؑ نے اپنی قوم کو توحید کی دعوت دی۔ان کی قوم نے ان کی دعوت کو جھٹلایا اور کفر وشرک پر اڑی رہی۔پھر ان کی قوم نے ان کو دھمکیاں دیں اور دعوت دین کا مذاق اڑایا گیا۔ان پر ظلم وستم کرنا شروع کر دیا۔اپنی قوم کی مخالفت سے تنگ آ کر ان کو تین دن میں آنے والے دردناک عذاب کی بددعا دی۔تیسرے دن آنے سے پہلے ہی آدھی رات کو بستی سے نکل گئے۔حضرت یونسؑ کا اپنی قوم سے تنگ آ کر چلے جانا ہجرت تھی۔مگر اللہ نے ان کو اس ہجرت کا حکم نہیں دیا تھا۔وہ اللہ کے حکم کے بغیر اپنا علاقہ چھوڑ کر چلے گئے تھے۔عذاب کے آثار دیکھ کر قوم کے لوگوں نے اللہ سے معافی مانگنی شروع کردی،رونے،گڑگڑانے لگے،توبہ واستغفار کیا۔تو اللہ پاک نے ان کو معاف کر دیا۔اللہ کا دستور

ہے کہ کسی قوم کو اس وقت تک عذاب نہیں دیتا جب تک کہ اپنی حجت پوری نہیں کرتا۔ اللہ کی ذات نے اس قوم کو عذاب دینا گوارہ نہ کیا۔ کیوں کہ ان پر عذاب دینے کی شرائط پوری نہیں ہوئی تھیں۔ اللہ نے انہیں معاف کر دیا۔

حضرت یونسؑ جب دریائے فرات کے کنارے پہنچے تو وہ کشتی مسافروں سے بھری ہوئی روانگی کیلئے تیار کھڑی تھی۔ اس پر حضرت یونسؑ سوار ہو گئے۔ کشتی جب بیچ دریا میں پہنچی تو وہ ڈگمگانے لگی اور اس کے ڈوبنے کا یقین ہونے لگا۔ کشتی والے نے کہا کہ لگتا ہے کوئی غلام اپنے آقا سے بھاگا ہوا ہے۔ جب تک اس کو کشتی سے نکالا نہ جائے گا نجات مشکل ہے۔ حضرت یونسؑ نے سنا تو ان کو خیال آیا کہ ان کا نینویٰ سے اللہ کے حکم کے بغیر نکل آنا اللہ کو پسند نہیں آیا اور یہ میری آزمائش کا وقت آ گیا ہے۔ یہ سب اسی کے نشانات ہیں۔ حضرت یونسؑ نے بادبان سے کہا کہ وہ غلام میں ہی ہوں جو اپنے آقا سے بھاگا ہوا ہے، مجھے کشتی سے باہر پھینک دو۔ مگر اس میں سوار مسافروں نے ایک نبی کے ساتھ ایسا کرنا گوارہ نہ کیا۔ آپس میں طے ہوا کہ قرعہ اندازی کی جائے۔ جس کا نام آئے گا اس کو کشتی سے باہر پھینک دیا جائے گا۔ چنانچہ قرعہ اندازی کی گئی اور تینوں مرتبہ حضرت یونسؑ ہی کا نام نکلا۔ پھر کشتی والوں نے مجبور ہو کر ان کو دریا میں ڈال دیا۔

حضرت یونسؑ کو دریا میں گرتے ہی بڑی مچھلی نے اللہ کے حکم سے نگل لیا۔ رات کا اندھیرا، مچھلی کے پیٹ کا اندھیرا اور سمندر کا اندھیرا تینوں اندھیروں کے درمیان حضرت یونسؑ اللہ کو پکار اٹھے۔ **لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظلمین.** " اللہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو یکتا ہے میں تیری پاکی بیان کرتا ہوں بلاشبہ میں اپنے نفس پر خود ہی ظلم کرنے والا ہوں۔" حضرت یونسؑ مچھلی کے پیٹ میں توبہ و استغفار اور دعا کرتے رہے۔ مچھلی نے اللہ کے حکم سے ان کو سمندر کے کنارے جا کر اگل دیا۔ مچھلی کے پیٹ میں چالیس دن رہنے کی وجہ سے وہ کافی کمزور اور ناتواں ہو گئے تھے۔ اللہ نے ساحل پر ایک بیل اُگا دی جس کے پتے کافی بڑے بڑے تھے۔ اللہ نے ان کو صحت و تندرستی عطا فرمائی۔ اللہ کے حکم سے دوبارہ حضرت یونسؑ اپنی قوم کی جانب واپس تشریف لے گئے۔ ان کی قوم نے جب حضرت یونسؑ کو دیکھا تو بہت خوش ہوئی۔ آپؑ نے بقیہ زندگی اپنی قوم میں گذاری اور اسی جگہ ان کا انتقال ہوا۔

مشق

(الف) درج ذیل سوالوں کے جواب دیجیے:

۱۔ حضرت یونسؑ کہاں کے رہنے والے تھے؟

۲۔ اللہ نے رسولوں کو دنیا میں کیوں بھیجا؟

۳۔ حضرت یونسؑ کس کی نسل سے تھے؟

۴۔ حضرت یونسؑ کو کس عمر میں نبوت ملی؟

۵۔ حضرت یونسؑ جب کشتی پر سوار ہوئے تو کیا معاملہ پیش آیا؟

۶۔ کتنے دنوں تک حضرت یونسؑ مچھلی کے پیٹ میں رہے؟

۷۔ حضرت یونسؑ نے اللہ سے کن الفاظ میں معافی مانگی؟

۸۔ کسی قوم کو عذاب دینے کے بارے میں اللہ کا کیا دستور ہے؟

۹۔ حضرت یونسؑ نے اپنی قوم کو کس چیز کی دعوت دی؟

(ب) درج ذیل الفاظ کے معانی لکھیے:

الفاظ	معانی
مرکز	....
دستور	....
غلام	....
نحیف	....
انتقال کرنا	....

توحید ....

کفر ....

شرک ....

مخالفت ....

آثار ....

(ج) مناسب الفاظ سے خالی جگہوں کو پُر کیجیے:

اللہ نے انسانوں کی .... کے لئے بہت سے انبیاء و...... بھیجے۔ ان مشہور نبیوں میں .... بھی ہیں۔ جن کا .... میں بار بار ذکر آیا ہے۔ وہ حضرت .... کی نسل سے تھے۔ ان کو ۲۸ سال کی عمر میں ...... ملی۔ ان کو .... کی ہدایت کے لئے .... بھیجا گیا تھا۔ اس قوم کا مرکز اس وقت .... تھا۔

(د) مناسب جوڑ لگائیں۔

الف	ب
بندہ	علامت
نشان	مالک
استغفار	غلام
آقا	توبہ کرنا
مسافر	وہ کپڑا جو کشتی کی رفتار تیز کرنے یا موڑنے کے لئے لگایا جاتا ہے۔
قرعہ	نام کی پرچی نکالنا
بادبان	راہ گیر

(ہ) حضرت یونسؑ کی زندگی سے آپ کو کیا سبق ملا؟ اختصار سے لکھیے۔

سبق (۲۰)

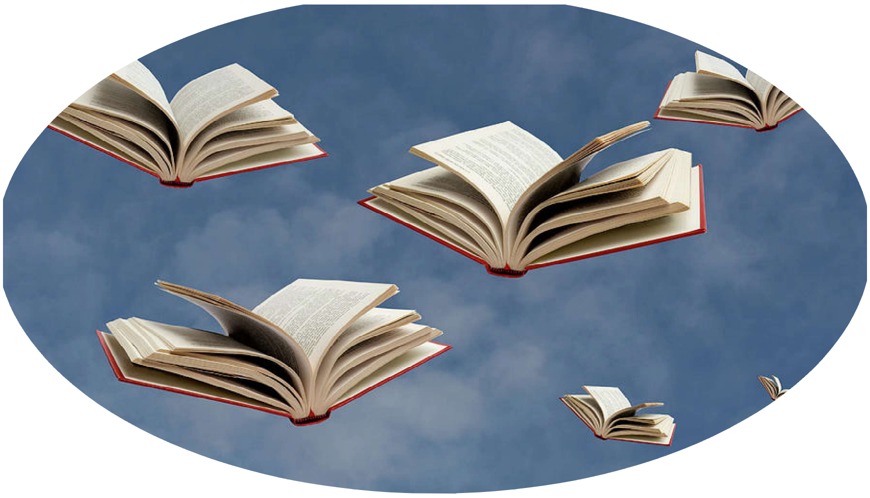

آسمانی کتابیں

اللہ نے حضرت آدمؑ کو زمین پر بھیجا تو فرمایا کہ ہم تمہارے لئے ہدایت بھیجیں گے۔ جو اس کی پیروی کریگا اس کو نہ خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوگا۔ اسی لئے اللہ نے انسانوں کی ہدایت کے لئے ہر قوم میں ہادی بھیجا۔ ہمارے لئے یہ ایمان رکھنا بھی ضروری ہے کہ بہت سے نبیوں پر اللہ تعالیٰ نے صحیفے اور آسمانی کتابیں اُتاریں۔ اُن میں سے چار کتابیں بہت مشہور ہیں:

۱۔ **تورات**: تورات حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوی۔ یہ عبرانی زبان میں نازل ہوئی تھی۔ بائبل کے عہد نامہ قدیم کے شروع کی پانچ کتب کو تورات یا اسفار خمسہ کہا جاتا ہے۔ بعد میں یہودی علماء نے اس میں تحریف کر دیا۔ اب یہ اپنی اصلی شکل میں باقی نہیں ہے۔

۲۔ **زبور**: زبور حضرت داوٗدعلیہ السلام پر نازل ہوی۔ یہ عبرانی زبان میں نازل ہوی۔ یہ ان چار آسمانی کتابوں میں سے ایک ہے، جس ذکر قرآن مجید میں آیا ہے۔ اس کتاب کو بھی لوگوں نے ضائع کر دیا۔

۳۔ **انجیل**: اِنجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل کی گئی۔لیکن وہ انجیل جو حضرت عیسیٰؑ پر نازل ہوی تھی دنیا میں کہیں موجود نہیں ہے۔آج عیسائیوں کے پاس جو چار اناجیل پائی جاتی ہیں۔وہ ان کے آسمان پر اٹھائے جانے کے بعد ان کے شاگردوں نے لکھی ہیں۔وہ چار اناجیل ہیں:ا۔انجیل متی ۲۔انجیل مرقس ۳۔انجیل لوقا ۴۔انجیل یوحنا۔ان کو عہد نامہ جدید بھی کہا جاتا ہے۔

۴۔ **قرآن**: قرآن حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر نازل ہوا۔اس کی زبان عربی ہے۔یہ کل تیئس سالوں میں نازل ہوا۔اس میں کل ایک سو چودہ سورتیں ہیں۔

پچھلی قوموں نے اپنے نبیوں اور رسولوں پر نازل ہونے والے صحیفوں اور کتابوں کو ضائع کر دیا یا ان میں بہت کچھ اپنی طرف سے ملا کر ان میں تحریف کر دی۔آج دنیا میں ان میں سے اکثر موجود نہیں ہیں۔جو موجود ہیں وہ اپنی اصلی شکل میں موجود نہیں ہیں۔قرآن پاک سب سے آخری کتاب ہدایت ہے۔اس کو اللہ نے سارے انسانوں کی ہدایت و رہنمائی کے لئے نازل کیا ہے۔یہ مکمل ہدایت نامہ ہے۔اب اس کے بعد کوئی کتاب نازل نہیں کی جائیگی۔یہ رہتی دنیا تک کے لئے کتاب ہدایت ہے۔اس کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ نے لیا ہے۔یہ نہ ضائع ہوسکتی ہے اور نہ اس میں تحریف کی جاسکتی ہے۔

ہر مسلمان کو ساری آسمانی کتابوں اور صحیفوں پر ایمان لانا ضروری ہے۔لیکن حکم وہی مانا جائیگا جو قرآن پاک میں ہے۔قرآن پاک کے علاوہ جو بھی آسمانی کتابیں آج موجود ہیں ان کو لوگوں نے بدل دیا ہے اور اپنی پسند کی باتیں شامل کر لی ہیں۔اللہ نے ان کتابوں کو منسوخ کر دیا ہے۔قرآن میں وہ باتیں اپنی صحیح شکل میں موجود ہے۔

قرآن پاک پڑھنا اور سننا ثواب ہے۔اسی لئے ہم اس کو یاد کرتے اور اس کی خوب تلاوت کرتے ہیں۔یہ اللہ کا کلام ہے۔ہم اس کو تجوید و ترتیل کے ساتھ پاک صاف ہو کر پڑھتے ہیں۔یہ کتاب ہدایت ہے۔یہ کامیابی کا راستہ دکھاتا ہے۔قرآن کو اللہ نے سمجھنے کے لئے آسان بنایا ہے۔اسی لئے ہم اس کو خوب سمجھ کر پڑھنے کی کوشش کرتے ہیں۔اس کی تعلیمات پر عمل کرتے ہیں۔اس کو دوسروں تک پہونچاتے ہیں۔

مشق

(الف) درج ذیل سوالوں کے جواب دیجیے۔

۱۔ اللہ نے حضرت آدمؑ کو زمین پر بھیجتے وقت کیا فرمایا؟

۲۔ تورات کس نبی پر نازل ہوئی؟

۷۔ زبور کس نبی پر نازل ہوئی؟

۸۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر کونسی کتان نازل ہوئی؟

۹۔ حضرت محمد ﷺ پر جو کتاب نازل ہوی اس کا نام کیا ہے؟

۱۰۔ پچھلی قوموں نے اپنے رسولوں پر نازل ہونے والی کتابوں کے ساتھ کیا کیا؟

(ب) مناسب الفاظ سے خالی جگہوں کو پُر کیجیے:

قرآن پاک پڑھنا اور سننا.......... ہے۔اسی لئے ہم اس کو یاد کرتے اور اس کی خوب.....کرتے ہیں۔یہ اللہ کا...... ہے۔ہم اس کو........... کے ساتھ.......... ہو کر پڑھتے ہیں۔یہ کتاب........... ہے۔یہ کامیابی کا......دکھاتا ہے۔اسی لئے ہم اس کو خوب سمجھ کر............کی کوشش کرتے ہیں۔اس کی........... پر عمل کرتے ہیں۔اس کو دوسروں تک.......... ہیں۔

(ج) ذیل کی عبارتوں کو غور سے پڑھیں، صحیح کے سامنے (✓) اور غلط کے سامنے (×) نشان لگائیں۔

۱۔ آج دنیا میں ساری آسمانی کتابیں اور صحیفے صحیح شکل میں موجود ہیں۔ ( )

۲۔ قرآن اللہ کی آخری کتاب ہدایت ہے۔ ( )

۳۔ قرآن صرف مسلمانوں کی ہدایت کے لئے نازل کیا گیا ہے۔ ( )

۴۔ قرآن کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ نے لیا ہے۔ ( )

۵۔قرآن کی تلاوت کرنا اور سننا ثواب ہے۔ (   )

۶۔قرآن کا سمجھنا بہت مشکل ہے۔ (   )

۷۔ اللہ نے قرآن سے پہلے کی ساری آسمانی کتابوں کو منسوخ کر دیا۔ (   )

۸۔ قرآن میں بڑی مشکل سے تحریف کی جا سکتی ہے۔ (   )

(د) مندرجہ ذیل الفاظ کی ضد لکھیں۔

الفاظ	ضد
ہدایت	....
خوف	....
غمگین	....
ضائع	....
مکمل	....
کامیابی	....
آسان	....

سبق (۲۱)

پڑوسی کے حقوق

انسان پر ایک تو اللہ کا حق ہے۔جس کو حقوق اللہ کہتے ہیں۔دوسرا اللہ کے بندوں یعنی انسانوں کا حق ہے۔ اس کو حقوق العباد کہتے ہیں۔اہمیت کے لحاظ سے حقوق اللہ کی بڑی اہمیت ہے۔لیکن آخرت میں پکڑ اور جواب دہی کے لحاظ سے حقوق العباد زیادہ مشکل اور نازک ہے۔کیونکہ اللہ اپنا حق چاہیگا تو معاف کردے گا۔لیکن حقوق العباد اللہ معاف نہیں کریگا جب تک کہ حقدار خود معاف نہ کردے۔اس وقت جو نفسی نفسی کا عالم ہوگا۔ہر آدمی کو نیکی کی ضرورت ہوگی۔اسی لیے کوئی انسان کسی کو معاف نہیں کریگا۔

حقوق العباد میں سب سے زیادہ حق ماں باپ اور پھر دوسرے رشتہ داروں کا ہے۔ان کے بعد اللہ تعالیٰ نے ہم سایہ کا بھی بڑا حق رکھا ہے۔پیارے نبی حضرت محمد ﷺ نے پڑوسیوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔آپؐ نے فرمایا: ’’وہ مومن شخص مومن ہی نہیں جو خود تو پیٹ بھر کر کھائے اور اس کی دیوار تلے پڑوسی بھوکا ہو‘‘۔ پیارے رسول ﷺ اپنی ازواج مطہراتؓ اور صحابہؓ کو ہدایت فرماتے تھے:

’’جو سالن پکاؤ تو اس میں شوربہ زیادہ ڈال دیا کرو اور اپنے پڑوسی کو بھی بھیج دیا کرو‘‘۔ حضورؐ نے یہ بھی فرمایا کہ جو شخص اللہ کا بننا چاہے تو وہ اپنے پڑوسیوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام پڑوسیوں کے حقوق کے بارے میں اتنی تلقین کرتے کہ مجھے گمان ہوا کہ کہیں ان کا وراثت میں حق بھی نہ رکھ دیا جائے۔ ہو بھی کیوں نہ کہ انسان کا سب سے زیادہ واسطہ پڑوسیوں سے پڑتا ہے۔ پیارے نبی ﷺ خود پڑوسیوں کا بہت خیال رکھتے تھے۔ حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اگر کسی کے بارے میں پڑوسی نیک کہیں تو وہ نیک اور پڑوسی برا کہیں تو وہ برا ہے۔

پڑوسی کا حق ہے کہ اس کی خیر خواہی کی جائے۔ اس کے آرام کا لحاظ کیا جائے۔ اپنی خوشی میں ان کو شریک کیا جائے۔ ان کی خوشی اور غم میں شریک ہوا جائے۔ ان کی عزت و آبرو کی حفاظت کی جائے۔ کھانے پینے اور دوسری ضروریات میں کام آنے کی کوشش کی جائے۔ وہ بیمار ہو تو اس کی عیادت کی جائے، ان کے علاج و معالجہ میں ساتھ دیا جائے۔ روزمرہ کی ضروریات کی چیزیں ان کو ضرورت کے وقت دی جائیں۔ ان کا انتقال ہو جائے تو ان کے جنازے اور کفن دفن میں آگے بڑھ کر حصہ لیا جائے۔ پڑوسی مسلم ہو یا غیر مسلم سب کا حق ادا کیا جائے۔

ہم اللہ ہی کی خوشی کے لیے ہر کام کرتے ہیں۔ اسی کی خوشی کے لیے اپنے پڑوسی کا حق بھی ادا کرتے ہیں۔ پڑوسی کا جو حق اللہ اور رسول ﷺ نے بتایا ہے، اسے ادا کرنے کی ہر ممکن کوشش کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے۔ ہم ایسا کریں گے تو پڑوسیوں سے ہمارے تعلقات خوش گوار ہوں گے اور آخرت میں جنت ملے گی۔ اگر ہم ایسا نہیں کریں گے تو دنیا میں پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑے گا اور قیامت کے دن بھی اللہ ہم کو سخت سزا دے گا۔

مشق

(الف) درج ذیل سوالوں کے جواب دیجیے۔

۱۔ انسان پر ایک تو اللہ کا حق ہے۔ دوسرا کس کا حق ہے؟

۲۔ پڑوسیوں کے ہم پر کیا حقوق ہیں؟

۳۔ انسانوں کے حقوق کو کیا کہتے ہیں؟

۴۔ حقوق العباد میں سب سے پہلا حق کس کا ہے؟

۵۔ پڑوسیوں کے حقوق ادا کرنے کے فوائد کیا ہیں؟

(ب) صحیح جملہ کے سامنے (✓) اور غلط جملہ کے سامنے (×) نشان لگائیے۔

۱۔ ہمیں ہر کام اللہ کی خوشی کے لئے کرنا چاہیئے۔ ( )

۲۔ حقوق اللہ کی کوئی خاص اہمیت نہیں ہے۔ ( )

۳۔ اللہ نے پڑوسیوں کا بڑا حق رکھا ہے۔ ( )

۴۔ پیارے رسول ﷺ پڑوسیوں کا خیال نہیں رکھتے تھے۔ ( )

۵۔ پڑوسی مسلم ہو یا غیر مسلم سب کا خیال رکھنا چاہیے۔ ( )

۶۔ احادیث میں پڑوسی کے حقوق پر توجہ نہیں دلائی گئی ہے۔ ( )

(ج) مناسب الفاظ سے خالی جگہوں کو پُر کریں۔

ہم اللہ ہی کی ...... کے لیے ہر...... کرتے ہیں۔ اسی کی خوشی کے لیے اپنے............ کا حق بھی ادا

کرتے ہیں۔...... کا جو حق اللہ اور.......... نے بتایا ہے، اسے ادا کرنے کی ہر ممکن.....کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے۔ہم ایسا کریں گے تو .... سے ہمارے تعلقات.......... ہوں گے اور...... میں جنت ملے گی۔اگر ہم ایسا نہیں کریں گے تو......میں..........کا سامنا کرنا پڑے گا اور.......... کے دن...... ہم کو سخت سزا بھی دے گا۔

(د) صحیح جوڑے ملائیے:

الف	ب
حقوق العباد	میراث،ترکہ
ہم سایہ	بندوں کے حقوق
وراثت	بھلائی چاہنا
خیر خواہی	پڑوسی
عیادت	کام
عمل	تحفہ
ہدیہ	بیمار کی خبر پوچھنا

(ہ) آپ نے اپنے پڑوسی کے ساتھ جو حسن سلوک کیا ہے۔اس کو پانچ جملوں میں بیان کیجئے۔

سبق (۲۲)

چند چھوٹی سورتیں

قرآن اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت ورہنمائی کے لئے نازل کیا ہے۔ یہ حضرت محمدؐ پر ۲۳ سالوں میں نازل ہوا۔ ہم نماز میں اس کی چند آیات یا کوئی سورہ پڑھتے ہیں۔ قرآن کو سمجھ کر پڑھنے ہی سے ہم اس کی ہدایت پر عمل کر سکتے ہیں۔ جو قرآن کے مطابق عمل کریگا وہ کامیاب ہوگا۔ نیچے قرآن مجید کی کچھ چھوٹی سورتیں لکھی جارہی ہیں، ان کو تجوید کے ساتھ پڑھیں اور یاد بھی کریں۔

سورۃ الھمزۃ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَیْلٌ لِّکُلِّ ھُمَزَةٍ لُّمَزَةِ (۱) الَّذِیْ جَمَعَ مَالًا وَّ عَدَّدَہٗ (۲) یَحْسَبُ اَنَّ مَالَہٗٓ اَخْلَدَہٗ (۳)

كَلَّا لَيُنۢبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ (۴) وَ مَآ اَدْرٰكَ مَا الْحُطَمَةُ(۵) نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ (۶) الَّتِيْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْئِدَةِ(۷) اِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُّؤْصَدَةٌ (۸) فِيْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ (۹)

ترجمہ: تباہی ہے ہر اس شخص کے لئے جو (مُنہ درمُنہ) لوگوں پر طعن اور (پیٹھ پیچھے) بُرائیاں کرنے کا خوگر ہے۔ جس نے مال جمع کیا اور اسے گن گن کر رکھا۔ وہ سمجھتا ہے کہ اس کا مال ہمیشہ اسکے پاس رہے گا۔ ہر گز نہیں، وہ شخص تو چکنا چور کر دینے والی جگہ میں پھینک دیا جائے گا۔ تم کیا جانو کہ کیا ہے وہ چکنا چور کر دینے والی جگہ؟ اللہ کی آگ خوب بھڑکائی ہوئی، جو دلوں تک پہنچے گی، وہ ان پر ڈھانک کر بند کر دی جائے گی۔ (اس حالت میں کہ وہ) اُونچے اُونچے ستونوں میں (گھرے ہوں گے)۔

سورة الفيل

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ (۱) اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِيْ تَضْلِيْلٍ (۲) وَّ اَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيْلَ (۳) تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ (۴) فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ(۵)

ترجمہ: تم نے دیکھا نہیں کہ تمہارے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا کیا؟ کیا اس نے ان کی تدبیر کو اکارت نہیں کر دیا؟ اور ان پر پرندوں کے جھنڈ کے جھنڈ بھیج دیے جو ان پر پکی ہوئی مٹی کے پتھر پھینک رہے تھے، پھر ان کا ایسا حال کر دیا جیسے جانوروں کا کھایا ہوا بھوسا۔

سورۃقریش

لِاِیْـلٰفِ قُرَیْش (۱) اٖلٰـفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَ الصَّیْفِ(۲) فَـلْیَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَیْتِ (۳)
الَّذِیْٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْع (۴) وَّ اٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ (۵)

ترجمہ: چونکہ قریش مانوس ہوئے، (یعنی جاڑے اور گرمی کے سفروں سے مانوس)، لہذا ان کو چاہیے کہ اس گھر کے رب کی عبادت کریں جس نے انہیں بھوک سے بچا کر کھانے کو دیا اور خوف سے بچا کر امن عطا کیا۔

سورۃ الماعون

اَرَءَیْتَ الَّذِیْ یُکَذِّبُ بِالدِّیْنِ (۱) فَذٰلِکَ الَّذِیْ یَدُعُّ الْیَتِیْمَ (۲) وَ لَا یَحُضُّ عَلٰی طَعَامِ الْمِسْکِیْنِ (۳) فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ (۴) الَّذِیْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ(۵) الَّذِیْنَ هُمْ یُرَآءُوْنَ (۶) وَ یَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ (۷)

ترجمہ: تم نے دیکھا اس شخص کو جو آخرت کی جزا و سزا کو جھٹلاتا ہے؟ وہی تو ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے اور مسکین کو کھانا دینے پر نہیں اکساتا۔ پھر تباہی ہے ان نماز پڑھنے والوں کے لئے جو اپنی نماز سے غفلت

برتتے ہیں، جوریا کاری کرتے ہیں اور معمولی ضرورت کی چیزیں (لوگوں کو) دینے سے گریز کرتے ہیں۔

سورة الکوثر

اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ (۱) فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ (۲) اِنَّ شَانِئَکَ هُوَ الْاَبْتَرُ (۳)

ترجمہ: (اے نبیؐ) ہم نے تمہیں کوثر عطا کر دیا۔ پس تم اپنے رب ہی کے لئے نماز پڑھو اور قربانی کرو۔ تمہارا دشمن ہی جڑ کٹا ہے۔

مشق

(الف) درج ذیل سوالوں کے جواب دیجیے:

۱۔ ہم قرآن کی سورتوں کو ترجمہ کے ساتھ کیوں پڑھتے ہیں؟

۲۔ آپ کو کل کتنی سورتیں یاد ہیں؟

۳۔ سورۃ الھمزۃ میں کن لوگوں کے لئے تباہی ہے، کہا گیا ہے؟

۴۔ اللہ نے ابابیل پرندہ کو کن پر بھیجا؟

۵۔ کون ہے جو آخرت کو جھٹلاتا ہے؟

۶۔ کیسے نمازیوں کے لئے تباہی ہے؟

(ب) درج ذیل الفاظ کے معانی لکھیے:

الفاظ	معانی
همزه	....
لمزه	....
نصر	....
ماعون	....

ہدایات:

۱۔ طلبہ وطالبات کو تجوید کے ساتھ پڑھائیں۔

۲۔ حفظ کو یقینی بنائیں۔

۳۔ ترجمہ کو اچھی طرح سمجھادیں۔